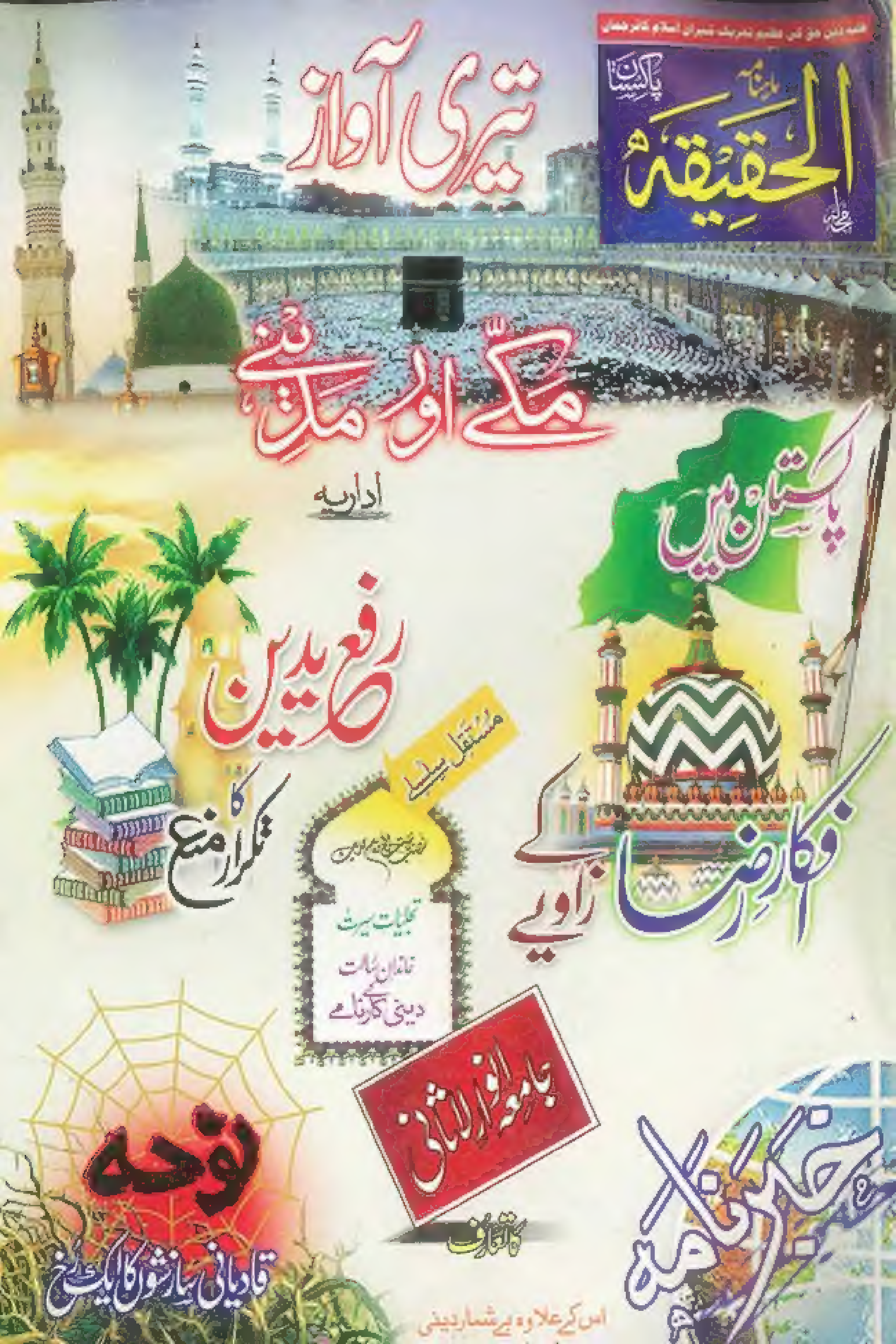


ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
تیری آواز
مکے اور مدینے
اداریہ
پاکستان میں
فکرِ رضا کے زاویے
رفع یدین
کا
تکرار منع
مستقل سلسلے
تجلیات سیرت
خاندانِ رسالت کے
دینی کارنامے
جامعۃ الفوز اللتانی
کا تعارف
نوحہ
قادیانی سازشوں کا ایک رخ
اس کے علاوہ بے شمار دینی

حمد و نعت

لوحِ ہستی پہ یہ تحریر ہے ماشاء اللہ — سب جہاں آپ کی جاگیر ہے ماشاء اللہ
واہ کیا حسن کی تنویر ہے ماشاء اللہ — خود ضیا جس سے ضیا گیر ہے ماشاء اللہ
حق شہنشاہِ حقیقی، یہ ہیں اس کے مظہر — ان کی تدبیر ہی تقدیر ہے ماشاء اللہ
کہیں اللہ احد، تو کریں بت بھی تصدیق — کیسی الفاظ میں تاثیر ہے ماشاء اللہ
جس کا اظہار رفعنا لک ذکرک سے ہوا — ان کی عظمت کی یہ تشہیر ہے ماشاء اللہ
خالقِ عرش بھی فرمائے جسے نور اپنا — عرش اس پیارے کی تنویر ہے ماشاء اللہ
ہاں بدوں جس کے ہے توحید نہ ایمان قبول — میرے مولا کی وہ توقیر ہے ماشاء اللہ
جان سو جاں سے فدا، دل تہِ دل سے قربان — جو بھی ہے بستۂ زنجیر ہے ماشاء اللہ
جن و انسان و فرشتہ ہیں سبھی اس کے اسیر — واہ کیا زلفِ گرہ گیر ہے ماشاء اللہ
زرِ خالص جو بنائے مسِ جان و دل کو — ان کی الفت ہی وہ اکسیر ہے ماشاء اللہ
عقلِ آوارہ و ناکارہ کی کیوں بات سنے — دل غمِ عشق کا نخچیر ہے ماشاء اللہ
عصرِ حاضر کے یزیدوں سے نہیں خوف ہمیں — سامنے اسوۂ شبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے ماشاء اللہ
کیوں نہ تو منزلِ مقصود پہ آسی پہنچے — نقشِ لاثانی تیرا پیر ہے ماشاء اللہ

(پروفیسر محمد حسین آسی)

یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم

[illegible]

خلیفہ بین حوزکی تنظیم تحریک شیرانِ اسلام کا ترجمان

ماہنامہ پاکستان

مجلہ الحقیقہ

جمادی الاول ۱۴۲۵ھ جولائی 2004ء جلد نمبر 4 شمارہ نمبر 9

زر تعاون

پاکستان (فی پرچہ) 15 روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/150

	فی پرچہ	سالانہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
امریکہ	1.5/-	15/-
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

فہرست

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی، انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی، محمد پورہ شکرگڑھ

پبلشر: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلہ الحقیقہ نقش لاثانی، لاثانی نگر، شکرگڑھ، فون نمبر: 451734 (نارووال) سے شائع کیا

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس - ۶۲

ترجمہ: سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

كلمة الحقيقه

اداریہ

(صاحبزادہ احمد علی کے قلم سے)

تری آواز مکے اور مدینے

گزشتہ دنوں وزیر اعظم پاکستان میر ظفر اللہ خاں جمالی صاحب نے اعلان فرمایا کہ پاکستان میں کوئی قانون کتاب وسنت کے منافی پاس نہیں ہوسکتا۔ آج مورخہ یکم جمادی الاول ۱۴۲۵ھ (بمطابق ۲۰ جون ۲۰۰۴ء) کے روزنامہ 'پاکستان' میں ان کا پھر یہی اعلان شائع ہوا ہے۔ چند جملوں کے بعد خصوصیت کے ساتھ یہ الفاظ نہایت ہی سکون بخش ہیں۔

قرآن وسنت کے منافی حدود آرڈیننس میں کوئی ترمیم نہیں کریں گے

ہم جو ایک عرصے سے اپنے 'بادشاہوں' کی طرف سے کسی اچھی بات کے لئے ترس رہے تھے، اس ایمانی اعلان سے بہت خوش ہیں۔ خداوند کریم انہیں وعدہ پر قائم رہنے کی توفیق بخشے اور یوں ملک وملت کی آبرو قائم رکھنے کی صورت پیدا فرمائے۔ خدانخواستہ اگر آپ کا یہ اعلان بھی 'کہہ مکرنی' ثابت ہوا تو لوگ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ جمالی صاحب کا تعلق ایمان وعقل کے جمال سے نہیں، بلکہ جنوں کے بے جا لوسے ہے۔

حق یہ ہے مسلم لیگ کے قدیم رکن بلکہ کارکن ہونے کی حیثیت سے جمالی صاحب کو قائد اعظم علیہ الرحمہ کی فکر کا وارث ہونا چاہیے اور کتاب وسنت کے بارے میں جو عقیدہ وعزم بانی پاکستان کا تھا، وہی وزیر اعظم کا ہونا چاہیے۔ 'بابائے قوم' کی فرزندی کا یہی تقاضا ہے۔ بقول حکیم الامت

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر لائق میراث پدر کیونکر ہو

آیئے ارشادات قائد کی روشنی میں پاکستان کی وجہ تشکیل پر غور کریں اور اپنا سطح حیات طے کریں

"آج ہم یہاں دنیا کی عظیم ترین ہستی کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آپ کی عزت وتکریم کروڑوں عام انسان ہی نہیں کرتے بلکہ دنیا کی تمام عظیم شخصیتیں آپ کے سامنے سر جھکاتی ہیں۔ میں ایک عاجز ترین، انتہائی خاکسار، بندۂ ناچیز اتنی عظیم، عظیموں کی بھی عظیم ہستی کو بھلا کیا اور کیسے نذرانہ عقیدت پیش کرسکتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ عظیم مصلح تھے۔ عظیم رہنما، عظیم واضع قانون تھے۔ عظیم سیاستدان تھے، عظیم حکمران تھے۔ (کراچی بار ایسوسی ایشن —— ۲۵ جنوری ۱۹۴۷ء عید میلاد النبی)

میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوۂ حسنہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔ (شاہی دربار سبی بلوچستان ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء)

"وہ کونسا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں، وہ کونسی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے۔ وہ کونسا لنگر ہے جس سے امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن مجید ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدا، ایک رسول ﷺ، ایک کتاب، ایک امت ـــ (اجلاس مسلم لیگ کراچی)

ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی احکام مذہبی اور اخلاقی فرائض تک محدود نہیں، جیسا کہ گبن نے کہا تھا، اوقیانوس سے گنگا تک قرآن کو دینیات نہیں بلکہ شہری (سول) اور تعزیری قوانین کی بنیاد بھی سمجھا جاتا ہے اور وہ قوانین جن سے بنی نوع انسان کے اعمال اور حقوق کی حد بندی ہوتی ہے۔ وہ بھی خدا کے غیر متبدل احکام سے متعین ہوتے ہیں جاہلوں کی بات الگ ہے ورنہ ہر کوئی جانتا ہے کہ قرآن مسلمانوں کا ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے۔ مذہبی، سماجی، شہری، کاروباری، فوجی، عدالتی، تعزیری اور قانونی ضابطہ حیات ہے، جو مذہبی تقریبات سے لے کر روزمرہ زندگی کے معاملات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، تمام افراد سے لے کر ایک فرد کے حقوق تک، اخلاق سے لیکر جرم تک، اس دنیا میں جزا اور سزا سے لے کر اگلے جہان کی جزا و سزا تک کی حد بندی کرتا ہے۔ (پیغام عید ۱۹۴۵ء)

ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں (اسلامیہ کالج پشاور، ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء)

میں ان لوگوں کی بات نہیں سمجھ سکتا جو دیدہ دانستہ اور شرارت سے یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کی بنیاد پر نہیں بنایا جائے گا، اسلام کے اصول عام زندگی میں آج بھی اسی طرح قابل اطلاق ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔ میں ایسے لوگوں کو جو بدقسمتی سے گمراہ ہو چکے ہیں، یہ صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ یہاں غیر مسلموں کو کوئی خوف و ڈر نہیں ہونا چاہئے۔ اسلام اور اس کے نظریات نے ہمیں جمہوریت کا سبق دے رکھا ہے۔ ہر شخص سے انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ اسلام کا بنیادی اصول ہے پھر کسی کو ایسی جمہوریت، مساوات اور آزادی سے خوف لاحق ہو جو انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ کے بلند ترین معیار پر قائم کی گئی ہو۔ ان کو کہہ لینے دیجئے، ہم دستور پاکستان بنائیں گے اور دنیا کو دکھائیں گے کہ یہ رہا ایک اعلیٰ آئینی نمونہ۔

(بار ایسوسی ایشن: ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء)

اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہئے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص یا ادارے کی، قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآنی اصول و احکام کی حکومت ہے۔

(تعلیمات قائد: ۷۸)

آپ اپنی اس طرح تنظیم کیجئے کہ پوری قوم اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ایک جھنڈے پر جمع ہو جائے اور ملت اسلامیہ کی معاشرتی، اقتصادی اور تعلیمی ترقی کے لئے تعمیری لائحہ عمل ترتیب پایا جائے، ثقافت اسلامی اور تعلیمات محمدی (ﷺ) کا احیاء کیجئے اور ہندوستان کی مختلف اقوام کے درمیان بھائی چارے اور خیر سگالی کے جذبات پیدا کیجئے۔ (آل انڈیا ایم ایس ایف۔ جالندھر ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء)

☆......☆......☆

محمد حسین

اتحادِ ملت کی ضرورت وصورت (۱۸)

آیئے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ایک مسئلے کا حل تلاش کریں اور وہ مسئلہ ہے حضرت سیدنا امام مہدی علی جدہ علیہ السلام کا ظہور۔ صحاح ستہ کی روایات میں جو ان کی علامات بیان ہوئی ہیں، پہلے وہ دیکھیں اور پھر دیکھیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے فیصلے سے روگردانی کرنے والے کون ہیں اور ان کا موقف کیا ہے۔

احادیث کریمہ: ۱..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ عرب کا بادشاہ ایک ایسا شخص بنے جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا (اور) جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا" (ترمذی، ابوداؤد)

اور اس کی ایک اور روایت میں فرمایا "اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہا ہوتا تو اللہ اس دن کو لمبا کر دیتا حتیٰ کہ اس دن میں ایک شخص بھیجتا جو مجھ سے یا میرے اہل بیت سے ہے۔ اس کا نام میرے نام کے موافق اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا" وہ زمین کو انصاف وعدل سے بھر دے گا جیسے وہ (پہلے) ظلم وزیادتی سے بھری تھی (مشکوٰۃ شریف)

۲..... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا مہدی میری آل سے اور فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔ (ابوداؤد)

۳..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہیں چوڑی پیشانی اور اونچی ناک والے، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ (اس سے پہلے) ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی، وہ سات سال حکومت کریں گے (ابوداؤد)

۴..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا مہدی کے قصے میں فرمایا "پھر ان کے پاس ایک شخص آ کر (بار بار) کہے گا اے مہدی! مجھے دیجئے مجھے دیجئے، تو آپ اس کے کپڑے میں لپ بھر کے ڈالتے رہیں گے جتنا وہ اٹھا سکے گا (ترمذی)

۵..... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص مکہ معظمہ کی طرف بھاگتا ہوا نکلے گا تو اہل مکہ میں سے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے سو اسے اس کی مرضی کے خلاف لائیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت کریں گے اور اس کی طرف شام سے ایک لشکر بھیجا جائے گا جسے مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک میدان میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ یہ دیکھیں گے تو ان کے پاس شام کے ابدال اور عراق والوں کی جماعتیں آئیں گے تو اس سے بیعت کریں گی، پھر قریش کا ایک شخص نکلے گا جس کے ماموں بنی کلب ہوں گے، وہ ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا۔ تو کلب کے اس لشکر پر (امام مہدی کے ساتھی) غالب آئیں گے۔ وہ یعنی (حضرت مہدی) لوگوں میں اپنے نبی (اکرم ﷺ) کی سنت کے مطابق عمل کریں گے اور اسلام زمین میں اپنی گردن بچھا دے گا (یعنی امن قائم ہو جائیگا)۔ پھر وہ سات سال (قیام زمانے) کے بعد وفات پا جائیں گے اور ان پر مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (ابوداؤد)

(۶) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بلا کا ذکر فرمایا جو اس امت کو پہنچے گی حتیٰ کہ آدمی کو کوئی ایسی پناہ گاہ نہیں ملے گی جہاں ظلم سے پناہ لے سکے۔ تو اللہ تعالیٰ میری اولاد اور میرے اہل بیت سے ایک ایسا شخص بھیجے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیگا۔ جیسے (پہلے)

وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔ آسمان والے اور زمین والے اس سے راضی ہوں گے آسمان ایک قطرہ بغیر برسائے نہ چھوڑے گا (یعنی ضرورت کے مطابق بارش ہوگی) اور زمین کوئی سبزی اگائے بغیر نہ چھوڑے گی۔ حتیٰ کہ زندہ لوگ مردوں کی تمنا کریں گے (یعنی زندہ لوگ آرزو کریں گے کہ ہمارے لوگ آج زندہ ہوتے تو یہ برکتیں دیکھتے) وہ اسی حالت میں سات سال یا آٹھ سال یا نو سال زندہ رہیں گے۔ (یہ شک راوی کو ہے جبکہ گذشتہ روایات کی روشنی میں سات سال کی روایت قوی ہے نیز اس حدیث کا مخرج صاحب مشکوٰۃ کو نہ ملا۔ مرآت المناجیح کے مطابق اسے حاکم نے مستدرک سے روایت کیا اور اسے صحیح کہا)

۷۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم خراسان سے کالے جھنڈے آتے دیکھو تو تم بھی وہاں جانا کہ (اس لشکر میں) اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوگا (احمد، بیہقی) (مراد یہ ہے کہ حضرت امام مہدی خلافت سے پہلے سپاہیانہ شان سے اس لشکر میں ہوں گے یا یہ مراد ہے کہ اس لشکر کو حضرت امام مہدی کی حمایت حاصل ہوگی)

۸۔ حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے فرزند حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہوئے فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام سید رکھا ہے، اس کی پشت میں سے ایک شخص نکلے گا جو تمہارے نبی ﷺ کے نام سے موسوم ہوگا، سیرت میں بھی ان سے مشابہ ہوگا مگر صورت میں (پوری طرح) مشابہ نہ ہوگا۔ پھر پورا قصہ بیان فرمایا کہ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا (ابو داؤد، مگر انھوں نے قصے کا ذکر نہ فرمایا)

۹۔ مسلم و بخاری کی ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری کیا شان ہوگی جب ابن مریم علیہما السلام تمہارے اندر نزول فرمائیں گے اور امام تم میں سے ہوگا۔

خلاصہ: ہم نے کوشش کی ہے کہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جتنی بھی روایات ہیں ان کا ترجمہ درج کر دیا جائے۔ اب آپ خود فرمائیے۔ ان روایات میں حضرت امام مہدی کی صفات و علامات جو بیان فرمائی گئی ہیں ان میں کوئی ابہام یا تضاد محسوس ہوتا ہے؟ بالکل واضح ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ حسنی سید ہیں، آپ کا اسم شریف محمد، والد کا عبد اللہ اور والدہ کا آمنہ ہوگا (رضی اللہ عنہم) آپ کی پیشانی چوڑی اور ناک اونچی ہوگی۔ ایک خلیفہ کی وفات پر اختلاف پیدا ہوگا۔ تو اس خیال سے کہ لوگ انھیں حکومت نہ سونپ دیں۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لائیں گے۔ یہاں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر لوگ بیعت کریں گے۔ شام سے ایک لشکر ان سے لڑنے آئے گا جو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، خراسان سے ایک بہت بڑا لشکر ان کی حمایت میں آ جائے گا۔ شام میں ابدال اور عراق سے بعض جماعتیں آ کر ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گی۔ بنو کلب کا ایک لشکر ان کے خلاف لڑے گا مگر حضرت امام مہدی اس پر غالب آ جائیں گے۔ آپ پر آسمان و زمین والے خوش ہوں گے۔ آپ حضور ﷺ کی سنت کے مطابق حکومت کریں گے، عدل و انصاف کا اسی طرح دور دورہ ہوگا جیسے ان سے پہلے ظلم و ستم کا زور ہوگا۔ بارشیں ضرورت کے مطابق ہوں گی اور زمین سے پیداوار اور کثرت ہوگی۔ کوئی آپ سے سوال کرے گا تو آپ اسکی طاقت کے مطابق اس کو عطا فرمائیں گے۔ آپ ہی کے دور میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ آپ کا دور حکومت سات سال رہے گا۔ پھر آپ کا وصال شریف ہو جائے گا۔

مولانا مودودی کے ''امام مہدی'': مولانا مودودی الامام المہدی کے عنوان پر اظہار خیال کرتے ہوئے اپنا اندازہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

> میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا۔ وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی۔ زندگی کے سارے مسائل مہمہ کو وہ خوب سمجھتا ہوگا۔ عقلی و ذہنی ریاست، سیاسی تدبر اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر اپنا سکہ بٹھا دے گا اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہوگا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی ''جدتوں'' کے خلاف مولوی اور صوفی صاحبان ہی سب سے پہلے شور شں برپا کریں گے۔ پھر مجھے یہ بھی امید نہیں کہ اپنی جسمانی ساخت میں وہ عام انسانوں سے کچھ بہت مختلف ہوگا کہ اس کی علامتوں سے اس کو تاڑ لیا جائے نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا۔ بلکہ شاید اسے خود بھی اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی اور اس کی موت کے بعد اس کے کارناموں سے دنیا کو

معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو ٹھیک منہاج النبوت پر قائم کرنے والا جس کی آمد کا مژدہ سنایا گیا تھا۔ جیسا کہ میں پہلے اشارہ کر چکا ہوں کسی کا یہ منصب نہیں ہے کہ وہ دعوے سے کام کا آغاز کرے اور نہ نبی کے سوا کسی کو یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس خدمت پر مامور ہوا ہے۔ مہدویت دعویٰ کرنے کی چیز نہیں کر کے دکھا جانے کی چیز ہے۔ اس قسم کے دعوے لوگ کرتے ہیں اور جو ان پر ایمان لاتے ہیں میرے نزدیک دونوں اپنے علم کی کمی اور ذہن کی پستی کا ثبوت دیتے ہیں۔ مہدی کے کام کی نوعیت کا جو تصور میرے ذہن میں ہے وہ بھی ان حضرات کے تصور سے بالکل مختلف ہے مجھے اس کے کام میں کرامات و خوارق، کشوف و الہامات اور چلوں اور "مجاہدوں" کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انقلابی لیڈر کو دنیا میں جس طرح شدید جدوجہد اور کشمکش کے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے انہی مرحلوں سے مہدی کو بھی گزرنا ہوگا، وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہب فکر (School of thought) پیدا کرے گا۔ ذہنیتوں کو بدلے گا، ایک زبردست تحریک اٹھائے گا جو بیک وقت تہذیبی بھی ہوگی اور سیاسی بھی، جاہلیت اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اس کو کچلنے کی کوشش کرے گی، مگر بالآخر وہ جاہلی اقتدار کو الٹ کر پھینک دے گا اور ایک ایسا زبردست اسلامی اسٹیٹ قائم کرے گا جس میں ایک طرف اسلام کی پوری روح کارفرما ہوگی، اور دوسری طرف سائنٹفک ترقی اوج کمال پر پہنچ جائے گی۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے "اس کی حکومت سے آسمان والے بھی راضی ہوں گے اور زمین والے بھی۔ آسمان دل کھول کر اپنی برکتوں کی بارش کرے گا، اور زمین اپنے پیٹ کے سارے خزانے اگل دے گی"۔

اگر یہ واقعی صحیح ہے کہ ایک وقت میں اسلام تمام دنیا کے افکار، تمدن اور سیاست پر چھا جانے والا ہے تو ایسے ایک عظیم الشان لیڈر کی پیدائش بھی یقینی ہے جس کی ہمہ گیر و پر زور قیادت میں یہ انقلاب رونما ہوگا۔ جن لوگوں کو ایسے لیڈر کے ظہور کا خیال سن کر حیرت ہوتی ہے مجھے ان کی عقل پر حیرت ہوتی ہے۔ جب خدا کی اس خدائی میں لینن اور ہٹلر جیسے ائمہ ضلالت کا ظہور ہو سکتا ہے تو آخر ایک امام ہدایت ہی کا ظہور کیوں مستبعد ہو؟ (تجدید و احیائے دین)

خود فیصلہ کیجئے: حضور پر نور ﷺ کے واضح ارشادات کے مقابلے میں جناب مودودی کا اپنے اندازے اور تخمینے پیش کرنا کتنا افسوسناک ہے۔ خود فیصلہ کیجئے اتنے اہم مسئلے میں مولانا کا ساری امت ہی سے نہیں، جس ہادی برحق ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں کیا ان سے بھی اختلاف ہے یا نہیں اور کیا اس اختلاف کو بارگاہ رسالت سے بغاوت کے سوا کوئی اور نام دیا جا سکتا ہے۔ وہ لوگ خاص طور پر غور کریں جو جناب مودودی کے بارے میں اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ وہ اتحاد ملت کے داعی تھے۔ جہاں تک مجھے علم ہے علمائے دیوبند اور غیر مقلدین کا بھی اس مسئلے میں کوئی الگ موقف نہیں۔ مگر حضرت مودودی ہیں کہ امت ہی سے نہیں، والئی امت ﷺ کی تصریحات سے بھی بے نیاز ہیں۔

مکالمہ کاظمی و مودودی: ایک زمانہ تھا جب جماعت اسلامی نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جمیعۃ العلمائے پاکستان سے تعاون حاصل کرنے کا عندیہ ظاہر کیا۔ ان کی دعوت پر ۱۹۵۵ء میں غزالیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ مودودی صاحب سے مذاکرات کے لئے تشریف لے گئے تاکہ باہمی اختلافات کی نوعیت کا تعین کر کے انہیں دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر ایسا ممکن ہو تو نفاذ اسلام کی کوششوں میں ایک دوسرے سے تعاون کیا جائے۔

کاظمی صاحب اور جناب مودودی کی اس بات چیت کا ایک عنوان تھا "حضرت امام مہدی کے بارے میں فریقین کا نقطۂ نظر"، یہاں صرف اسی کو پوری تفصیل سے نقل کیا جا رہا ہے تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔ نیز یہ معلوم ہو سکے کہ مولانا نے آخر صریح احادیث سے یہ باغیانہ روش کیوں اختیار کی۔

کاظمی صاحب: مجددین، کارِ تجدید کی نوعیت اور امام مہدی سے متعلق جو کچھ آپ نے اپنی کتاب "تجدید و احیائے دین" میں لکھا ہے اس سے آپ کے متعلق یہ شبہات پیدا ہو رہے ہیں کہ آپ اپنی ذات کو مہدی اور اپنی تحریک کو کارِ تجدید سمجھتے ہیں۔

آپ نے مجددین پر تنقید کرتے ہوئے بخصوصیت کے ساتھ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نقائص بیان کئے ہیں کہ

"وہ علم حدیث میں کمزور تھے ان کے ذہن پر عقلیات کا غلبہ تھا اور وہ تصوف کی طرف ضرورت سے زیادہ مائل تھے۔" (ملخصاً) تجدید و احیائے دین ص ۴۵)

نیز حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ و شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی ناکامی کے اسباب کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ

"مگر غالباً اس مرض (تصوف) کی شدت کا انہیں پورا اندازہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں بزرگوں نے ان بیماروں کو پھر وہی غذا دے دی جو اس مرض میں مہلک ثابت ہو چکی تھی"۔ (تجدید و احیائے دین ص ۱۲۷)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب جیسی ہستیوں پر ایسی شدید قسم کی جرح صرف وہی شخص کر سکتا جو اپنی قوت نظریہ کو ان سے قوی اور بالاتر سمجھتا ہو۔

آپ کی جن عبارات سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو مجدد کامل اور مہدی سمجھتے ہیں حسب ذیل ہیں:

"اس (مجدد) کے زمانے کے تمام اہل اصلاح و خیر رفتہ رفتہ لوگ اس سے الگ رہتے ہیں جن کی طبیعت میں کوئی ٹیڑھ ہوتی ہے۔" (تجدید و احیائے دین ص ۲۹)

چونکہ آپ اپنے خیال میں اپنے نظریات کو صلاح و خیر پر مبنی سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ یہ سلسلہ جاری ہے اس لئے آپ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ میرے زمانہ کے تمام صالحین و اہل خیر میرے گرد جمع ہو جائیں گے۔

"شعبہ ہائے کار تجدید" کے ذیل میں آپ نے لکھا ہے کہ:

احیاء نظام اسلامی یعنی جاہلیت کے ہاتھوں سے اقتدار کی کنجیاں چھین لینا اور از سر نو حکومت کو عملاً اس نظام پر قائم کر دینا جسے صاحب شریعت علیہ السلام نے خلافت علی منہاج النبوۃ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

عالمگیر انقلاب کی کوشش یعنی صرف ایک ملک یا ان ممالک میں جہاں مسلمان پہلے سے موجود ہوں اسلامی نظام کے قیام پر اکتفا نہ کرنا بلکہ ایک ایسی طاقت ور عالمگیر تحریک برپا کرنا جس سے اسلام کی اصلاحی و انقلابی دعوت عام انسانوں میں پھیل جائے۔ وہی عام دنیا کی غالب تہذیب بنے۔ ساری دنیا کے نظام تمدن میں اسلامی طرز کا انقلاب برپا ہو اور عالم انسانی کی اخلاقی و فکری اور سیاسی امامت و ریاست اسلام کے ہاتھ میں آجائے۔"

پھر آگے چل کر مجدد کامل کا مقام بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"مجدد کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے۔ مگر عقل چاہتی ہے فطرت مطالبہ کرتی ہے اور دنیا کے حالات کی رفتار متقاضی ہے کہ ایسا لیڈر پیدا ہو۔ خواہ اس دور میں پیدا ہو یا زمانہ کی ہزار گردشوں کے بعد پیدا ہو اسی کا نام الامام المہدی ہے۔ جس کے متعلق صاف پیشین گوئیاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں موجود ہیں۔"

(تجدید و احیائے دین ص ۳۱)

اس کے بعد ظہور مہدی علیہ السلام سے متعلق عام لوگوں کے تصورات کی تردید کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

"میں جو کچھ سمجھا ہوں اس سے مجھ کو معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا (مہدی) اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی۔ زندگی کے سارے مسائل مہمہ کو وہ خوب سمجھتا ہوگا۔ عقلی و ذہنی ریاست، سیاسی تدبر اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہوگا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے جدتوں کے خلاف مولوی اور صوفی صاحبان ہی سب سے پہلے شورش برپا کریں گے۔" (تجدید و احیائے دین ص ۳۳)

آپ واقعی ایک جدید قسم کے لیڈر ہیں اور آپ کے متعلق یہ خیال بھی کیا جا رہا ہے کہ آپ کو وقت کے علوم جدیدہ پر مجتہدانہ بصیرت حاصل ہے اور یہ کہ آپ زندگی کے مسائل مہمہ کو خوب سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی یہ قیاس آرائیاں بھی ہو رہی ہیں کہ آپ اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہوں گے۔ آپ کی سیاسی تدبیریں بھی ظاہر ہونی شروع ہو گئی ہیں۔ ممکن ہے آپ جنگی مہارت بھی پیدا کر رہے ہوں اور آپ کا یہ اندیشہ تو سامنے آ ہی گیا کہ آپ کی جدتوں کے خلاف مولوی اور صوفی شورش برپا کر رہے ہیں۔ اسی ذیل میں آگے چل کر آپ نے لکھا ہے کہ

"نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا بلکہ شاید اسے خود بھی اپنے مہدی ہونے کی خبر نہ ہو اور اس کی موت کے بعد اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا خلافت کو منہاج النبوۃ پر قائم کرنے والا جس کی آمد کا مژدہ سنایا گیا تھا۔" (تجدید و احیائے دین ص ۳۳)

مہدی کی کارگزاری کے متعلق جو اپنا تصور آپ نے پیش کیا ہے وہ یہ ہے مجھے اس کے کام میں کرامات و خوارق، کشوف و الہامات اور چلوں اور "مجاہدوں" کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک انقلابی لیڈر کو دنیا میں جس طرح شدید جدوجہد اور کش مکش کے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے انہیں مرحلوں سے مہدی کو بھی گزرنا ہوگا وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہب فکر (School of Tahovht) پیدا کرے گا، ذہنیتوں کو بدلے گا۔ ایک زبردست تحریک اٹھائے گا جو بیک وقت تہذیبی بھی ہوگی اور سیاسی بھی۔ جاہلیت اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اس کو کچلنے کی کوشش کرے گی۔ مگر بالآخر وہ جاہلی اقتدار کو الٹ کر پھینک دے گا اور ایک ایسا زبردست اسلامی اسٹیٹ قائم کرے گا۔ جس میں ایک طرف اسلام کی پوری روح کارفرما ہوگی اور دوسری طرف سائنٹیفک ترقی اوج کمال پر پہنچ جائے گی۔"

اس عبارت میں مہدی علیہ السلام کی نوعیت کار کا جو تصور آپ نے پیش کیا ہے اس کے مبادیات کو آپ کی کارکردگی کے مبادیات پر نہایت آسانی سے چسپاں کیا جا سکتا ہے۔

کشف و کرامت، خوارق و الہامات کے لئے آپ کے کام میں کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ نہ چلوں اور "مجاہدوں" سے آپ کو کوئی واسطہ ہے۔ لوگوں کی نظر میں آپ ایک انقلابی لیڈر کی طرح جدوجہد اور کش مکش کے مرحلوں سے بھی گزر رہے ہیں۔ آپ نے ایک زبردست تحریک بھی اٹھائی ہوئی ہے اور آپ کے خیال میں جاہلی طاقتیں آپ کی تحریک کو کچلنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اور آپ یہ بھی سمجھ رہے ہیں کہ میں اس جاہلی اقتدار کو ضرور الٹ دوں گا۔ کیونکہ اس تصور کے بغیر آپ کی اس جدوجہد کا جاری رہنا اور شدید کش مکش کے مرحلوں سے گزرنا بالکل بے معنی ہے۔ پھر آپ (اپنے خیال میں) ایک زبردست اسلامی اسٹیٹ قائم کرنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔

رہا یہ امر کہ آپ نے اس قسم کا کوئی دعویٰ یا اعلان نہیں کیا تو اس کا جواب آپ اپنی اس عبارت میں خود ہی دے چکے ہیں کہ

"بلکہ شاید اسے خود بھی اپنے مہدی ہونے کی خبر نہ ہوگی۔"

بحث کے خاتمے پر آپ نے ارشاد فرمایا

گو یہ توقع نہیں ہے کہ اس وقت میں سر مو تجاوز ہو جائے گا [illegible] اور سیاست پر چھا جانے والے ایسے عظیم الشان لیڈر پیدا ہونے کی توقع ہے جس کی [illegible] پر ریاست میں یہ انقلاب رونما ہو گا۔ جن لوگوں کو ایسے لیڈر کے ظہور کا جیسی [illegible] حیرت ہوتی ہے۔ مجھے ان کی عقل پر حیرت ہوتی ہے جب خدا کی [illegible] میں ان دور میں جیسے [illegible] ظہور ہو سکتا ہے تو آخر ایک امام ہدایت ہی کا ظہور کیوں مستبعد ہو۔ (تجدید و احیائے دین ص ۱۳۳)

آپ کی یہ عبارت لوگوں کے ذہنوں کو اس مفہوم کی طرف قریب ہونے کی دعوت دے رہی ہے کہ وہ عظیم الشان لیڈر جس کی قیادت میں یہ انقلاب رونما ہونے والا ہے اس کا ظہور اسی دور میں ہونا چاہئے کیونکہ جنگ اور ہیں جیسے [illegible] کا ظہور ہو چکا ہے جس کا منطقی یہ ہے کہ امام ہدایت کا ظہور بھی ہو جائے گا۔

مختصر یہ کہ آپ کی ان تحریرات سے یہ امر بالکل واضح ہے کہ مجدد کامل اور امام مہدی کا مصداق آپ ہی ہیں۔ اس لئے آپ اس مفہوم کی وضاحت فرمائیں۔

مودودی صاحب تاریخ بھی بتاتی ہے کہ جس قدر مجددین حضرات تشریف لائے انہوں نے علمی اخلاقی اور عملی حیثیتوں سے دین کی تجدید کی مگر علی منہاج النبوت خلافت کو پوری شکل میں قائم کرنے والے مہدی ہوں گے۔

اس موقع پر مولانا عبدالمحمود صاحب نائب صدر جمعیۃ العلماء پاکستان صوبہ سرحد نے ایک سوال کیا۔

ترنم صاحب کیا مجدد الف ثانی نے ایک دینی تحریک ہی کے طور پر تجدید کا کام نہیں فرمایا؟

مودودی صاحب انہوں نے خلافت راشدہ قائم نہیں کی۔ آپ نے جو کچھ کیا جزوی طور پر تجدید دین کا کام تھا۔

ترنم صاحب ہمارے ناظم علی مولانا کاظمی صاحب نے جو سوال آپ سے کیا ہے کہ آپ کی تحریرات سے ظاہر ہوتا ہے کہ "مجدد کامل اور مہدی کا مصداق آپ ہی ہیں" اس پر روشنی ڈالئے۔

مودودی صاحب میری تحریرات کا مقصد یہ ہے کہ اب تک جو مجددین پیدا ہوئے وہ جزوی مجدد تھے یعنی انہوں نے تجدید کے خاص خاص شعبوں میں کام کیا۔ مجدد کے لئے دعویٰ کرنا بھی ضروری نہیں۔ اس سے میرا مقصود مرزا غلام احمد کی تردید ہے۔ مجدد کامل جو کار تجدید کے ہر شعبہ میں کامیاب جدوجہد کرے وہی امام المہدی ہے۔

میں نے اپنے مہدی ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا میرے گرد وپیش رہنے والے لوگوں سے آپ دریافت کر لیجئے کہ یہاں بھی کسی قسم کے کشف و کرامات کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ آپ کے اس سوال کے جواب میں واضح طور پر آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ میں بغیر کسی دعویٰ کے اپنے رب کے سامنے پیش ہو جاؤں گا۔"

اس موقع پر ملک ممتاز صاحب جنگ یڈیٹر نیوز پریس آف پاکستان نے مودودی صاحب سے سوال کیا۔

ملک ممتاز صاحب آپ مجدد کامل ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتے مگر آپ کو یقین تو ہے کہ آپ مجدد کامل ہیں؟

مودودی صاحب یہ غلط ہے میرے ذہن میں اس قسم کا تصور بھی نہیں۔ میں نے کبھی اپنے کسی اندر سے یہ بات ظاہر نہیں کی کہ لوگ میرے

جائے مل جائیں، ورنہ ختم ہو گئی۔

کاظمی صاحب "مولانا آپ نے فرمایا ہے کہ میں جدید طرز کا ... اپنے رب کے سامنے پیش پیش ہوں گا"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اپنے مہدی ہونے کا یقین نہیں رکھتے تو شک ضرور رکھتے ہوں۔ کیونکہ اس نوعیت سے دعوے کی گنجائش صرف یہی ہو سکتی ہے کہ مہدی ہیں۔ مہدی ہونے کے باوجود آخری وقت تک اپنی مہدیت کا دعویٰ نہیں کریں گے اور آخر میں ... بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے۔ اپنے دعویٰ کی تو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ آپ تجدید و احیائے دین میں صاف لکھ چکے ہیں اور اس وقت بھی آپ نے فرمایا کہ مہدی نے یہ دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ اس سے صرف دعویٰ کی نفی سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کے نزدیک آپ کی مہدیت کی نفی ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ آپ نے ذہن میں بھی یہ بات نہیں کہ آپ مہدی ہیں تو آپ کی اس بات سے الجھن دور نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ کی مہدیت کا تصور آپ کے ذہن میں اسی وقت ہو سکتا ہے جب آپ کو اپنے مہدی ہونے کا علم ہو۔ مگر آپ تو تحریر فرما چکے ہیں کہ "شاید اسے خود بھی اپنے مہدی ہونے کی خبر نہ ہو" (تجدید و احیائے دین ص ۳۳)

تو جب تک آپ کو اپنے مہدی ہونے کی خبر نہ ہو اس وقت تک آپ کے ذہن میں اپنے مہدی ہونے کا تصور کیونکر آ سکتا ہے۔ اس مسئلہ کے صحیح ہونے کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ آپ اپنے مہدی ہونے کا انکار کریں تاکہ آپ کے بعد آپ کو مہدی نہ کہا جائے۔

مودودی صاحب میں صاف لفظوں میں کہہ چکا ہوں کہ میں اپنے رب کے سامنے جھوٹی نبوت کے پیش ہونے کا ... اگر کوئی میرے مرنے کے بعد کوئی مہدی کہے تو اس کا میں ذمہ دار نہیں۔ مرنے والوں کے حق میں لوگ بہت کچھ کہہ دیتے ہیں۔ کوئی کسی کو کافر کہہ دیتا ہے اور کوئی کسی کو ولی بنا دیتا ہے۔ بعض کو مرنے کے بعد خدا بھی کہا گیا ہے۔

کاظمی صاحب یہ مطلب بھی یہی تھا کہ جس طرح اوروں کے حق میں ان کے مرنے کے بعد خدا اور غوث ثابت ہوا ... آپ کے حق میں اس طرح کوئی ناجائز بات نہ کہی جائے اس کا انسداد اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی زندگی میں اپنے مہدی ہونے کا انکار کر دیں۔

اس واضح اور صحیح مطالبہ پر بھی مولانا مودودی صاحب نے خاموشی اختیار کی اور اپنے مہدی ہونے سے انکار نہ فرمایا

نوٹ ناظرین کرام اندازہ فرمائیں کہ مودودی صاحب کا سکوت کس امر پر دال ہے؟

کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب یہ مکالمہ بعض اخبارات میں شائع ہوا تو حضرت مودودی کے اس طرز عمل پر بڑی لے دے ہوئی اور پھر ادارہ ... مودودی ... جس سے آخر تک مودودی صاحب کی والدہ صاحبہ پریشان ہوئیں ... جناب مودودی صاحب نے بادل ناخواستہ کہیں لکھ دیا کہ میں امام مہدی نہیں ہوں۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ ان کی اصل سوچ کے مطابق نہیں تھا۔ اصل سوچ میں انہوں نے کسی بڑے سے بڑے بزرگ کو بھی تنقید سے معاف نہیں کیا تھا اور مجدد کامل کی سیٹ کو ابھی خالی رکھا تھا تاکہ ... سے اس پر جلوہ افروز ہو سکیں۔ وہ لوگ جو اللہ کے آخری رسول ﷺ کو اللہ کے بعد سب سے بڑا حاکم سمجھتے ہیں ... حدیث صحیحہ کے مقابلے میں اپنے مذہب کو ترجیح دے کر اس کا ایمان سے کیا رشتہ رہ جاتا ہے اور مولانا مودودی نے اگر کہیں لکھ دیا کہ میں امام مہدی ہونے کا انکار کر بھی دیا ہے تو ان کی کتاب تجدید و احیائے دین سے یہ عبارت کیوں نہیں نکالی گئی۔

☆ ☆ ☆

قرآن اور سیرت حضور ﷺ کے کمالات

قسط: ۴۲

پروفیسر محمد حسین آسی

آپ گزشتہ صفحات میں دیکھ چکے ہیں کہ امت ہر رنج و راحت میں صدر اول سے اپنے آقا و مولا، اپنے ملجا و ماویٰ، اپنے محسن و مربی حضور پر نور ﷺ کو پکارتی آئی ہے عید ہے تو نعرۂ رسالت لگا کر عقیدت و مسرت کا اظہار ہو رہا ہے صدمہ و الم کا موقع ہے تو حضور پر نور ﷺ ہی سے یہ فریاد عرض کیا جا رہا ہے جنگ میں گھمسان کا رن پڑ گیا ہے تو غازیان صف شکن اسی محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے سرشار ہو کر معرکے مارتے جا رہے ہیں۔ پھر آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کی شفقت کا یہ عالم ہے کہ جسے مناسب سمجھا اور جسے مناسب سمجھا دیدار سے نوازا، گنہگار سے سکون بخشا یا کسی کا رنج و غم دور کر دیا۔ چودہ صدیوں پر محیط اس فیض عام کے چند مظاہر چشم تصور کے سامنے نہیں نہیں بلکہ دیدۂ ایمان کے سامنے لانے کی کوشش کی گئی تاکہ واضح ہو جائے کہ آقا علیہ التحیۃ والثناء کسی بھی غلام سے دور نہیں، چنانچہ کہیں فتوے کی اصلاح فرما رہے ہیں، کہیں سلطنت کی خوشخبری دے رہے ہیں، کہیں ذاتی الجھنیں حل فرما رہے ہیں اور کہیں کسی کی شادی فرما رہے ہیں۔ اس عظیم حقیقت کو پیش نظر رکھیے اور اسی سلسلے میں سورۂ نور کی ایک آیت کے مختلف مفاہیم پر غور کیجیے۔

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (النور ۶۳)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنزالایمان)

مفسرین نے اس کے تین مفہوم بیان کیے ہیں (یہ تینوں تفسیر طبری میں موجود ہیں) پہلا حضرت مجاہد اور دوسرا دونوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں۔

پہلا مفہوم: اے مسلمانو! جیسے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں (مثلاً نام لے کر، نسبت کے حوالے سے کسی مخصوص پیشے کا ذکر کر کے) حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کو اس طرح نہ پکارو، بلکہ ادب، تعظیم کو ملحوظ رکھو اور جو عرض کرنا ہو پوری نیازمندی سے عرض کرو۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"یا حضور (ﷺ) کو ایسے القاب و الفاظ سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو مثلاً بھیا، ابا جی، بشر وغیرہ کہہ کر نہ پکارو انہیں یا رسول اللہ یا شفیع المذنبین وغیرہ رب کے القاب سے یاد کرو" (نور العرفان)

تفسیر خازن میں ہے

﴿لَا تَدْعُوْهُ بِاسْمِهٖ كَمَا يَدْعُوْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا يَا مُحَمَّدُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ فَخِّمُوْهُ وَعَظِّمُوْهُ وَشَرِّفُوْهُ وَقُوْلُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ لِيْنٍ وَّتَوَاضُعٍ﴾ (الجزء الثالث ص ۳۰۷ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: انہیں (یعنی حضور ﷺ کو) نام لے کر مت پکارو جیسے تم میں سے بعض بعض کو پکارتے ہیں یا محمد، یا عبد اللہ بلکہ ان کی تعظیم و توقیر کرو اور نرمی و تواضع کے ساتھ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو

تفسیر ابن کثیر میں ہے

﴿قَالَ الضَّحَّاكُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ ذٰلِكَ اِعْظَامًا لِنَبِيِّهٖ ﷺ قَالَ فَقُوْلُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ (الجزء الثالث)

ترجمہ: [illegible] حضرت [illegible] کی [illegible] بات [illegible] جس [illegible] تھے [illegible]
[illegible] کی تعظیم [illegible] اور [illegible]

قرآن پاک میں بہت سی آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی [illegible] صلوٰۃ و سلام کے آداب سکھائے ہیں
مثلاً [illegible] علماء [illegible] روایت [illegible] (یہ [illegible] نبی [illegible] کے متعلق [illegible] تھے) [illegible] انظرنا [illegible]
[illegible] کے سامنے [illegible] نظر [illegible] اسی طرح
[illegible] بارگاہ رسالت مآب ﷺ [illegible] جیسے [illegible] ﷺ [illegible] کا سلیقہ سکھایا گیا ہے۔ اب [illegible]
بات تو بالکل واضح ہوگئی کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کو پکارنے میں کوئی حرج نہیں [illegible] جو پکارنے پر شرک کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں،
راہ حق سے بہت دور [illegible] ہیں۔ [illegible] پکارنے [illegible] پکارنا [illegible] ہے۔

رسول کو رسول سمجھ کر پکارنا

[illegible] ہے [illegible] بھی [illegible] ہے۔ یعنی جب رسول
[illegible] لوگوں کی طرح نہیں بلکہ [illegible] کو پکارنے [illegible] ہو بلکہ [illegible] ادب میں [illegible] ہونا
چاہئے۔ دنیا میں جسے بھی تم [illegible] معظم [illegible] جب [illegible] اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے تو [illegible] جو [illegible]
[illegible] نبی کی نسبت سے [illegible] کا جواب بھی [illegible] گا، جو رسول سے متعلق [illegible] جائے گا۔ برادری اور رشتہ داروں میں سب سے زیادہ حق باپ کا ہے،
پھر ماں کا (حق) باپ سے بھی زیادہ [illegible] (حق) ماں باپ [illegible] سے زیادہ [illegible] طریقت کا حق [illegible] سے بھی بہت فائق۔ مگر جب اس ہستی کی بات آئے
جسے آپ اللہ کا رسول ﷺ مانتے ہیں تو باقی سب کے حقوق [illegible] کوئی نسبت نہیں رکھتے

سبھی نسبت بذات خود ہیں ادھورا
[illegible] تو پھر کوئی نسبت [illegible] (احسان محمد قدوسی علیہ الرحمۃ)

ترجمہ: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) [illegible] کوئی نسبت [illegible]
سب سے بہتر ہیں چنانچہ آپ کے حسب و نسب کے کیا کہنے۔

مختصر یہ کہ رسول کو پکارنا ہو تو رسول [illegible] پکارو اور رسول کے بارے میں جو عقیدہ قرآن [illegible] کسی صورت بھی فراموش نہ کرو۔ قرآن
حکیم نے [illegible] فرمایا کہ رسالت اور فضیلت [illegible] ہیں۔

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (البقرۃ: ۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا (کنز الایمان)

غرض رسول جتنے بھی ہیں، سب فضیلت والے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ رسول بھی ہو اور فضیلت سے خالی بھی ہو۔ جو کسی رسول کو بھی معاذ اللہ فضیلت
سے خالی سمجھتا ہے اس کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ [illegible] پہلے [illegible] پھر رسالت عطا فرماتا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (الانعام: ۱۲۴)

ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

ہاں [illegible] اللہ کے سب رسول فضیلت والے ہیں، ایسا نہیں جس [illegible] اور بعض نہیں۔ ہم سب کو مانتے ہیں اور سب کو
فضیلت والا مانتے ہیں۔

﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ (البقرۃ: ۲۸۵)

ترجمہ: ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

خداوند کریم کی رضا و طاعت کا انحصار رسول کی رضا و طاعت پر ہوتا ہے۔ یعنی رسول جس سے راضی [illegible] اللہ راضی اور جو رسول کا
[illegible] وہی اللہ کا [illegible]

پھر فرمایا

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا (کنز الایمان)

جب ہر رسول [illegible] ہے تو [illegible] سب کے فضائل و کمالات کا جامع ہے۔
جب ہر رسول مطاع ہے اور امت پر اس کی اطاعت فرض اول ہے تو جو ساری کائنات کا رسول ہے یقیناً وہ مطاع ہے اور سب پر اس کی اطاعت فرض
[illegible] ﷺ [illegible] جنگل کے وحشی جانور ان پر نثار ہو ہو جاتے
[illegible] پتھر ان کا کلمہ پڑھتے ہیں [illegible] عشق [illegible]۔

چونکہ [illegible] رحمت [illegible] رب تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

ہم [illegible] کلمہ پڑھتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر [illegible] توحید [illegible] رسول اللہ (ﷺ) ہونے کی تصدیق کرتے
ہیں۔ بلاشبہ وہ رسول اللہ ہیں یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے [illegible] اللہ [illegible] شان [illegible]
[illegible] اطاعت فرض ہے [illegible] رحمۃ للعلمین (یعنی سارے جہانوں کے لئے رحمت) بنا کر [illegible] سب جہانوں کے لئے
رحمت [illegible] محتاج [illegible] رحمت [illegible] دکھ درد دور کرنے
کے اختیارات بھی رکھتا ہے کہ نہیں۔

بلاشبہ [illegible] شان [illegible] قرآن [illegible]

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب ۴۰)

ترجمہ: ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے (کنز الایمان)

[illegible] خاتم النبیین [illegible] کائنات کے [illegible] عظیم [illegible]
[illegible] کائنات [illegible]
[illegible] رحمۃ للعلمین بنایا گیا ہے

بلاشبہ [illegible] کے بھیجے ہوئے ہیں [illegible]

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

(الاحزاب ۴۵، ۴۶)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بےشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا
اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب

سو جب فرمایا گیا: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

تو [illegible] پکارتے وقت [illegible] شخصیت کو پکارا جا رہا ہے جو عام انسان نہیں بلکہ سب
[illegible] رحمت [illegible] انہیں اپنی طرح بے کس بے
[illegible] شرک و کفر تو کیا گناہ تک نہیں، بلکہ انہیں رسول مانتے ہوئے
ایمان کا تقاضا یہی ہے [illegible] رحمۃ للعلمین [illegible] ضرور پکارا جائے۔ ہاں پکارتے وقت ادب آداب کا خیال ضرور رہنا چاہیے۔
مزید وضاحت کے لئے سورۃ فتح کی ایک آیت پر غور کیجئے۔ ([illegible] بھی آچکا ہے)

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ
مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ (الفتح ۱۱)

ترجمہ: اب تم سے کہیں گے جو گنوار پیچھے رہ گئے کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے جانے سے
مشغول رکھا۔ اب حضور ہماری مغفرت چاہیں۔ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔

(کنزالایمان)

دیکھئے حضور ﷺ سے بخشش کی دعا کرانا چاہتے ہیں، مگر محض ظاہری طور پر صرف زبان سے کہنا قابل اعتراض ہے، ہاں دل سے اگر کریں تو یہ درست بھی ہے اور یہاں کا تقاضا بھی۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم یہ درخواست کریں تو دل سے کرتے ہیں، منافق کریں تو صرف زبان سے کرتے ہیں۔

بلا شبہ حضور اللہ کے رسول ہیں تو حضور کو پکارتے ہوئے آپ کا منصب رسالت سامنے رہے اور جس جس شان سے آپ رسول بنائے گئے ہیں، انہیں ذہن سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے یونہی ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے آپ بھی نبی ہیں اور نبی کے بارے میں قرآن پاک نے وضاحت فرمائی ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب۔۶)

ترجمہ: نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے

بلکہ بعض کے نزدیک اولیٰ کے تین معانی ہیں۔ املک (زیادہ مالک)، اقرب (زیادہ قریب) اور احب (زیادہ محبوب) تو جب حضور پرنور ﷺ کو پکارا جائے تو یہ سب معانی پیش نظر رہنے چاہئیں۔ مثلاً نماز میں جب عرض کرتے ہیں السلام علیک ایھا النبی یعنی اے نبی سلام علیک، تو یہ خیال ہونا چاہئے کہ یہ ہدیہ سلام اس ذات ستودہ صفات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کی بارگاہ میں پیش کیا جا رہا ہے جو جان سے بھی زیادہ قریب جان سے زیادہ محبوب ہے اور ہماری جانوں سے زیادہ ہماری مالک ہے

خدا کا خطاب فرمانا: مختصر یہ کہ خالق کائنات جل جلالہ نے اپنے محبوب معظم و اکرم ﷺ کو پکارتے ہوئے عامیانہ سا انداز اختیار کرنا گوارا نہ فرمایا بلکہ ادب و احترام اور محبت شفقت و عنایات فرمائیں، دیکھیں خود رب تعالیٰ نے پکارا ہے اور پورے خلوص و ادب سے اتباع میں کیجئے۔

دیکھئے ہم جنہیں قرآن نے یہ ادب تلقین فرمایا ہے، امتی ہیں حضور ﷺ کے غلام اور محتاج ہیں اور ہمارا سب دار و مدار آپ ﷺ کی نظر کرم پر ہے۔ اللہ جو آپ کا رب ہے۔ آپ کا خالق و مالک ہے اور آپ کو عظمت دینے والا ہے اس نے قرآن کے تیس پاروں میں ایک بار بھی حضور پرنور ﷺ کو نام لے کر یا کنیت وغیرہ کے حوالے سے خطاب نہیں کیا بلکہ کہیں یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ کہیں یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ، کہیں یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ، یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ کہیں طٰہٰ اور کہیں یٰس

خدا نے اپنے پیارے کو پکارا جس طرح چاہا
وہ مزمل، وہ مدثر، وہ یٰس اور وہ طٰہٰ (حفیظ جالندھری)

اللہ جل شانہ، مالک حقیقی اور شہنشاہ ارض و سما ہے۔ اس کا اپنے کسی بندے کو خطاب کرنا ہی بندے کے لئے سند عزت و افتخار ہے خصوصاً جب بندے کا نام بھی زبان قدرت پر آجائے تو اس کی عزت و رسائی کے کیا کہنے۔ آپ نے وہ حدیث پاک سنی ہوگی

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا رب کریم نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے تلاوت قرآن کروں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا اللہ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر عرض کیا کیا رب العلمین کے حضور میرا ذکر کیا ہے، فرمایا ہاں تو (فرط مسرت سے) آپ رونے لگے۔ ایک روایت کے مطابق (حضور ﷺ نے) فرمایا بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے سامنے سورۃ لم یکن الذین کفروا کی تلاوت کروں۔ جناب ابی نے کہا کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تو جناب ابی رونے لگے۔

ہاں اللہ اپنے کسی بندے کو پکارے اور خصوصاً نام لے کر پکارے تو بندے کے لئے زمین و آسمان کی سعادتوں سے بڑھ کر ہے اس کے بعد اس نکتے پر بھی غور فرمایئے کہ وہی شہنشاہ حقیقی جو اپنے مخصوص ترین بندوں کو نام لے کر ان کی عظمت و وجاہت کا اعلان کرتا ہے، اپنے ان مخصوص ترین بندوں میں سے بھی ایک کو نام لینے کی بجائے خصوصی اور خصوصی اعزاز سے خطاب فرمائے تو اس کی عظمت شان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ مثلاً قرآن پاک میں بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء و رسل علیہم السلام سے خطاب فرماتے ہوئے ان سے یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا داؤد، یا عیسیٰ فرمایا ہے۔ یقیناً اس میں ان حضرات کی تحقیر نہیں بلکہ عزت افزائی ہے جیسا کہ ذکر گزرا مگر ان میں ایک ایسی شخصیت ہے جسے نام کے بجائے ہمیشہ مخصوص القاب اور اداؤں کے حوالے

سے [illegible] فرمایا ہے تو یہ بھی ادب اور محبت و عقیدت کی نشانی ہے [illegible] ہو، [illegible] مشکل ہے۔ حضرت [illegible] جامی علیہ الرحمہ نے اسی مطلب میں فرمایا ہے۔

نام است پیدا انبیا خطاب

یا ایہا النبی خطاب محمد است

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنا: [illegible] ہے حبیب کریم ﷺ کو جو خصوصی نام مبارک عطا فرمائے ہیں یعنی محمد اور احمد خود ان میں بھی نعت ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کی بھی حمد و تعریف کرے وہ محمود ہے [illegible] محمد [illegible] ہے وہ ہے محمد (ﷺ) جو کہ سب سے بھی پہلے اللہ کی حمد کی [illegible] احمد ہے اور جس [illegible] رب کی حمد [illegible] محمد (ﷺ) [illegible] اس لفظ سے "یا محمد" اور یا محمد کہہ دیا جائے تو جائز ہے، چنانچہ بعض احادیث قدسیہ میں بھی مذکور ہے اور کئی بار حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی اسی طرح خطاب سے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض اجرا کیا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ نام لے کر پکارنے میں بھی اگر حضور پرنور ﷺ کی مدح و ثنا مقصود ہو تو حرج نہیں قرآن پاک میں ایک بار بھی یا محمد اور یا احمد نہیں آیا آخر کیوں؟ لگتا ہے کہ خدا وند کریم جسے بہرحال اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ادب واحترام مقصود ہے نہیں چاہتا کہ بعض کند ذہن اور بدنیت لوگ اسے دلیل بنا کر حضور ﷺ کے پکارنے کو دوسروں کے پکارنے کی طرح سمجھیں اور یوں حاشا [illegible] علیہ وسلم کی عظمت اور وجاہت سے روگردانی کریں۔ ہاں ہاں جس محبوب اعظم ﷺ کے پکارنے کا انداز دوسرے محبوبوں سے منفرد و مخصوص ہے اس کی ذات بابرکات کا نام بھی دوسروں سے منفرد و مخصوص ہوگا۔

حق یہ ہے کہ کائنات کی تخلیق کی اس لیے ہوئی کہ سب مخلوق اس محبوب کریم ﷺ کی شان پہچانے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو یکے بعد دیگرے نام دیئے۔ اور آسمانی صحیفوں اور آسمانی کتابوں میں ان کا چرچا کیا۔ مثلاً حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قرآن میں میرا نام محمد، انجیل میں احمد اور تورات میں احید ہے اور انما سمیت احید لانی احید عن امتی نار جھنم۔ میرا نام احید اس لیے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ دور [illegible] (حوالہ [illegible])

اسی طرح ایک حدیث کے مضمون کا آخری حصہ یوں ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا)

ولقد خلقت الدنیا و اھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا

(انوار احمدی بحوالہ ابن عساکر عن سلمان)

ترجمہ: اور یقیناً میں نے دنیا اور اس کے لوگوں کو اس لیے پیدا کیا کہ انہیں آپ کی بزرگی اور آپ کا مرتبہ معلوم کراؤں جو میرے نزدیک ہے، اگر آپ نہ ہوتے تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

یہی وجہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے [illegible] مسلم کا جلال منعقد فرما کر سب سے سامنے حضور پرنور ﷺ کی عزت و عظمت بیان فرمائی [illegible] اور [illegible] (تفسیر [illegible] آیت [illegible])

سابقہ آسمانی کتابوں میں نعت سرکار ﷺ

جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں۔

تورات کے سفر چہارم میں ہے

قال اللہ تعالیٰ لابراھیم ان ھاجر تلد ویکون من ولدھا

من یدہ فوق الجمیع وید الجمیع مبسوطۃ الیہ بالخشوع

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا بے شک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور ان کے بچوں میں سے وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں)

(الامن والعلیٰ بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ)

اسی تحفہ میں زبور شریف کی ایک اور روایت کے آخری الفاظ یوں مذکور ہیں

امتلاءت الارض من تحمید احمد وتقدیسہ وملک الارض ورقاب الامم

ترجمہ: زمین احمد کی تحمید و تقدیس سے بھر گئی اور وہ ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا مالک ہوا

(…)

تورات شریف کی ایک روایت جسے حضرت ابو درداء نے کہا حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہم سے یوں روایت فرماتے ہیں

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سَمَّیْتُہُ الْمُتَوَکِّلَ لَیْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِیْظٍ وَّلَا صَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَاُعْطِیَ

الْمَفَاتِیْحَ … (رواہ الدارمی)

ترجمہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے نہ درشت خو ہیں نہ سخت گو نہ بازاروں میں چلا کے

… اور کنجیاں دیے گئے ہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق انجیل جلیل میں بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں۔ (…)

ظاہر ہے کہ سابقہ آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں اس قسم کے دیگر جس میں گونا گوں الفاظ نعت ہیں کا التزام اس لئے بھی کیا گیا کہ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی مدح کرنے والے مختلف القاب و اسماء سے تعریف کریں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں عرض معروض کرتے تھے تو انداز خطاب یہ ہوتا تھا۔

یَا اِبْنِیْ صُوْرَۃً وَّ اَبِیْ مَعْنًی

ترجمہ: اے ظاہر میں میرے فرزند اور حقیقت میں میرے باپ

اس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں کیا ہے

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل

اس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

یہ تھے حضرت آدم علیہ السلام جو تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے مقدم اور سب انسانوں کے سردار ہیں۔ … حقیقت فرزند … سلسلہ نبوت جاری رہا آسمانی کتابیں اور صحیفے اترتے رہے اور حبیب کی آمد کی … (علیہ الصلوٰۃ والسلام) انبیائے کرام علیہم السلام تذکار حبیب سے امت کے دل و دماغ کو منور کرتے رہے خود بھی رحمۃ للعالمین ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں فریاد کرتے رہے اور اپنے غلاموں کو بھی آپ کی برکت و رحمت کا تعارف کراتے رہے۔

حضرت امام بوصیری قدس سرہ نے خوب فرمایا

وَکُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ

غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

ترجمہ اور سب نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التماس کرتے ہیں کہ دریائے کرم سے ایک چلو یا بارش

باران رحمت سے ایک گھونٹ پانی عطا فرما دیجئے۔

آخر کار آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آخری کتاب نازل ہوئی جس نے اہل ایمان کو بارگاہ رسالت کے آداب سکھائے اور صاف صاف بتا دیا کہ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نام لے کر مت پکارو جیسے عام لوگوں کو پکارا جاتا ہے … اب یہ دیکھنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کو کس طرح پکارتے تھے، اس کی صرف چند شعری مثالیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز ندا:

ا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب نبی پاک ﷺ کے وصال شریف کی خبر سنی تو فوراً حاضر ہوئے اس وقت آپ رو رہے تھے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے

وَا مُحَمَّدَاہْ — اے میرے محبوب آقا

وَا نَبِیَّاہْ — اے ہمارے جلیل القدر نبی

وَا صَفِيَّاهُ — اے میری جان سے پیارے محبوب

وَا خَلِيلَاهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا — میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اے میرے خلیل! آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور اب بھی پاکیزہ ہیں۔

۲۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، جو معروف ترین شاعر رسالت ہیں، یوں عرض کرتے ہیں

يَا رُكْنَ مُعْتَمِدٍ وَعِصْمَةَ لَائِذٍ — (۱) — وَمَلَاذَ مُنْتَجِعٍ وَجَارَ مُجَاوِرِ

يَا مَنْ تَخَيَّرَهُ الْإِلٰهُ لِخَلْقِهِ — (۲) — فَحَبَاهُ بِالْخُلُقِ الزَّكِيِّ الطَّاهِرِ

أَنْتَ النَّبِيُّ وَخَيْرُ عُصْبَةِ آدَمٍ — (۳) — يَا مَنْ يَجُودُ كَفَيْضِ بَحْرٍ زَاخِرِ

ترجمہ (۱) اے بھروسہ کرنے والے کے لئے سہارا، پناہ گیروں کی جائے پناہ اور مصیبت زدوں کے مددگار

(۲) اے وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے چنا پس آپ کو بہترین پاکیزہ اور عمدہ اخلاق عطا کئے گئے

(۳) آپ نبی ہیں اور بنی آدم میں سب سے بہتر، اے وہ ذات جو موجیں مارنے والے سمندر کی طرح سخاوت کرنے والی ہے۔

انہیں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نعت شریف کے دو شعر بہت مشہور ہیں

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي — (۱) — وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ — (۲) — كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ (۱) یا رسول! آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

(۲) آپ عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا کہ آپ ایسے پیدا کئے گئے ہیں جیسا آپ نے چاہا

حضرت اسود بن مسعود رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

أَنْتَ الرَّسُولُ الَّذِي تُرْجٰى فَوَاضِلُهُ — عِنْدَ الْقُحُوطِ إِذَا مَا أَخْطَأَ الْمَطَرُ

ترجمہ آپ وہ رسول ہیں کہ قحط کے وقت جب بارش نہ ہو آپ کی نوازشات کی امید کی جاتی ہے۔

ایک اعرابی نے قریش کی شان کا آخری شعر میں پڑھ کر اپنے عقیدہ رسالت کی وضاحت کرتا ہے

وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا إِلَيْكَ فِرَارُنَا — وَأَيْنَ فِرَارُ الْخَلْقِ إِلَّا إِلَى الرُّسُلِ

ترجمہ ہمارا ٹھکانہ حضور ہی ہیں جن کے پاس بھاگ کر جاتے ہیں اور مخلوق کی پناہ گاہ سوائے رسولوں کے کہاں ہو

(رسول بارگاہ ﷺ)

حضرت زہیر بن صرد جشمی رضی اللہ عنہ

ان کی نعت شریف کا آخری شعر یوں ہے

إِنْ لَمْ تُدَارِكْهُمْ نَعْمَاءُ تَنْشُرُهَا — يَا أَرْجَحَ النَّاسِ حِلْمًا حِينَ يُخْتَبَرُ

ترجمہ اے آپ ﷺ ان حسین ہستی ﷺ سے ... اگر وہ لوگوں کو ... آپ کا

کہیں ٹھکانہ نہیں ہے ... وقت آزمائش سب سے زیادہ حلم والے (محبوب)

اہل بیت رضی اللہ عنہم کا طرز ندا:

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا ہدیہ محبت ملاحظہ ہو

بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ مِنْ غُلَامٍ — إِنْ صَحَّ مَا أَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ

فَأَنْتَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْأَنَامِ — مِنْ عِنْدِ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

وبنی أمك البر الأعلم   وعليك عني السلام

ترجمہ (۱) اے نبی اللہ تجھے بابرکت ہو جو پوشیدہ ہے جو سب میں بلند مرتبہ ہے

(۲) تو بچہ تو ہر دو عالموں کی طرف سے ساری کائنات کی طرف مبعوث ہے۔

(۳) نیکوکار اور محبوب ہو تجھ پر سلام کہ تو تعریف والا ہے تجھے اللہ نے قوموں سے برتر کیا ہے۔

حضرت سیدہ خاتون جنت علیہا السلام نے حضور ﷺ کی بارگاہ شریف سے جدائی پر کہا:

یا خاتم الرسل المبارک ضوؤہ   صلی علیک منزل القرآن

ترجمہ اے رسولوں کے خاتم ﷺ بابرکت روشنی والے۔ آپ پر قرآن نازل کرنے والے کا درود ہو (روض الانف، سیرۃ ابن ہشام)

حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے (جو آپ کی پھوپھی تھیں) وصال شریف کے بعد عرض کیا

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا وکنت بنا برا ولم تک جافیا

ترجمہ یا رسول اللہ آپ کی ذات سے ہماری امیدیں وابستہ تھیں۔ آپ نے ہمیشہ نیک سلوک فرمایا بد سلوکی

کبھی نہ کی۔ (حجۃ اللہ ص ۳۲۹ ج ۲)

حضرت عباس عم النبی ﷺ عرض کرتے ہیں۔

وانت لما ولدت اشرقت الارض   (۲) وضاءت بنورک الافق

فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور   (۳) وسبل الرشاد نخترق

ترجمہ (۱) یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جب پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور افق آپ ﷺ کے نور سے روشن ہو گئے۔

(۲) تو ہم لوگ اسی ضیاء و روشنی میں اور ہدایت کی راہوں میں ہیں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں یوں بیکسی کا قصہ یوں عرض کرتے ہیں

من وجهه شمس الضحی   من خده بدر الدجی

من ذاته نور الهدی   من کفه بحر الهمم

یا رحمة للعالمین   انت شفیع المذنبین

اکرم لنا یوم الحزین   فضلا وجودا والکرم

یا رحمة للعالمین   ادرک لزین العابدین

محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم

ترجمہ جس کا چہرہ روشن صبح ہے اور جس کا رخسار چودھویں کا چاند ہے جس کی ذات نور ہدایت ہے جس کی

کف دست جود و کرم کا سمندر ہے

(۲) یا رحمۃ للعالمین آپ شفیع المذنبین ہیں قیامت کے دن فضل وجود و کرم سے عزت بخشئے

(۳) یا رحمۃ للعالمین زین العابدین کی مدد فرمائیے وہ ظالموں میں گرفتار ہے اور ہجوم کی پریشانی میں مبتلا ہے۔

غرض آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ میرے محبوب رسول ﷺ کو اس طرح نام لے کر یا محمد وغیرہ کے حوالے سے مت پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ ادب واحترام ملحوظ رکھتے ہوئے عمدہ و نفیس القاب کے حوالے سے پکارو۔ قرآن پاک نے خود یہی طریقہ سکھایا بلکہ سابقہ کتابوں میں حضور ﷺ کے جو کثیر تعداد میں القاب وارد ہوئے اور جن کا عیسائیت و یہودیت سے توبہ کر کے دامن اسلام میں پناہ لینے والے سابق عیسائی و یہودی علماء کی روایات کے مطابق حدیث کی کتابوں میں تذکرہ ملتا ہے کا ایک مقصد یہی نکلتا ہے کہ اہل کتاب ان کو وسیلہ بنا کر آپ ﷺ کے حوالے سے برکت و رحمت مانگا کریں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا بھی یہی معمول رہا ہے۔ اور یہ عرض کرتے ہیں کہ خطاب میں جب تک یا محمد ﷺ اور یا احمد ﷺ کہنے والوں کی نیت کی نفی نہ ہو تو وہ آپ کی تعریف ہے جو قرآن نے اور ذات پاک نے

آپ ﷺ کی سب سے زیادہ تعریف فرمائی ہے۔

صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا یہ معمول مقدس تابعین تک اور پھر ان سے آگے پوری امت تک پہنچا۔ ہر ایک نے نئے سے نئے اور اچھے سے اچھے القاب کا گلدستہ بارگاہ محبوب ﷺ میں سلام و تحیت پیش کرتے ہوئے پیش کیا ہے۔ یہاں مثال کے طور پر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قصیدۃ النعمان میں ذکر ہونے والے چند القاب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

یا سید السادات (اے سرداروں کے سردار) یا خیر خلائق (اے بہترین مخلوق) یا غوث الوری (اے ہدایت کے نشان) یا صاحب النور (اے نور والے) یا طہ (اے طاہر اے ہادی) یا بدر التمام (اے چودھویں کا چاند) یا محمد (اے تعریف کیے ہوئے) یا مالکی (اے میرے مالک) یا اکرم الثقلین (اے جن و انس میں سب سے زیادہ معزز) یا کنز الوری (اے ساری مخلوق کے خزانے)

یونہی یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ شیخ سعدی، مولانا جامی اور دوسرے بڑے بڑے بزرگ اور شعراء کرام حرم اس ارشاد ربانی کی تعمیل میں نئے نئے القاب سے محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کو پکارتے رہے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی ساری شاعری اسی جذبہ اور عشق کی آئینہ دار ہے۔ مثلاً (چند شعر)

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے	باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں	جان مراد و کان تمنا کہوں تجھے
گلزار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں	درمان درد بلبل شیدا کہوں تجھے
صبح وطن پہ شام غریباں کو دوں شرف	بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے
اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں	اے جان جاں میں جان تجلا کہوں تجھے
بے داغ لالہ یا قمر بے کلف کہوں	بے خار گلبن چمن آرا کہوں تجھے
مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا	یعنی شفیع روز جزا کا کہوں تجھے
اس مردہ دل کو مژدہ حیات ابد کا دوں	تاب و توان جان مسیحا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری	حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثنا خواں کی خامشی	چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا	خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

دوسرا مفہوم پہلے مفہوم کے مطابق دُعَاءَ الرَّسُوْلِ کا ترجمہ تھا رسول ﷺ کو پکارنا

دوسرے مفہوم کے مطابق اس کا ترجمہ ہوگا رسول اللہ ﷺ کا تمہیں بلانا۔ یعنی پہلے مفہوم کے مطابق امت کو یہ سبق سکھایا گیا کہ اپنے نبی ﷺ کو ادب سے پکاریں اور دوسرے مفہوم کے مطابق یہ تعلیم دی گئی کہ رسول ﷺ کا حکم کسی دوسری شخصیت کا حکم نہیں بلکہ اللہ کا حکم ہے۔ وہ باپ، استاد، پیر و مرشد کی پکار کی طرح حیثیت ہے اور ان کے حکم کی تعمیل کا اپنا مقام ہے مگر حضور رسول اللہ ﷺ کے بلانے کو اللہ کا بلانا جانو اور اس کی فوری تعمیل نہ کرنا گویا کس حد تک سے عداوت ہے۔

یہ مضمون کہ اللہ کی رضا حضور کی رضا میں ہے اور حضور ﷺ کا حکم اللہ کا حکم ہے دوسری بہت سی آیات میں بھی ہے مثلاً

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ؕ

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائے جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

ظاہر ہے اللہ کی بارگاہ میں تو بلاواسطہ نہیں بلکہ حضور پرنور ﷺ کے واسطے سے ہی جایا جاتا ہے بلکہ حضور ﷺ کا بلانا اللہ کا بلانا ہے اور جیسے حضور ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونے کی اہمیت تو اس آیت سے ظاہر ہے مگر اس کی عملی تفسیر حدیث سے واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ مفسرین فرماتے ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے کہ حضور ﷺ نے ان کو آواز دی ... بعد میں سے ...

وہ پوری طرح حاضر ہو سکے۔ ارشاد ہوا کیا تم لوگ معروف نہیں، جس طرح لوگ نماز میں قرأت کرتا یا قرآن کی
یہ آیت پڑھی، حضور ﷺ نے اسے سنا تو اسے معلوم ہوا کہ نماز پڑھتے ہوئے بھی، چھوڑ کر حضور ﷺ
کے بلانے پر حاضر ہو جانے، بہت سے علماء نے فرمایا ہے کہ نماز کی حالت میں حضور ﷺ کی خدمت میں
بلانے پر حاضر ہو جانے کو خدمت فرمایا ہیں، اس کے پورا کرنے پر پھر بھی نماز میں ہے۔ (شان حبیب الرحمٰن)

شاید یہ بھی معلوم ہو کہ حضور ﷺ کی تعظیم اور ان کی بارگاہ میں ادب واجب ہے۔

تیسرا مفہوم: دُعاءَ الرَّسُولِ کا ایک اور مطلب ہے رسول اللہ ﷺ کی دعا، یہ مطلب بھی سیاق و سباق کے عین مطابق ہے۔ اس سے پہلی آیت (یعنی سورۂ نور کی آیت نمبر ۶۲) کے ترجمے پر غور کیجئے۔

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے
کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لیے جمع کیے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے
لیں، وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں، پھر جب وہ تم سے
اجازت مانگیں اپنے کسی کام کے لیے تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو اور ان کے لیے اللہ سے معافی مانگو
بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے" (کنزالایمان)

یعنی مومنوں کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ سے اجازت لے کر آپ کی مجلس شریف سے جاتے ہیں اور
منافق بغیر پوچھے کھسک جاتے ہیں۔ پھر یہ بھی مومنوں کے خوش نصیب ہیں کہ خود اللہ اپنے حبیب کرم
ﷺ کو ان کی شفاعت کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ (وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ)

یہ بات اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے سبب ہے کہ دعا قبول ہوتی ہے، اور یہ بھی کہ جو دعا قبول کرنے والے غفور و رحیم کے
حکم سے کی جائے بلکہ اس لحاظ سے بھی ظاہر کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بروقت غفار اور رحیم ہے، مگر ان کے غفور اور رحیم کی شان اس وقت بالکل نمایاں ہوتی ہے جب
اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کسی کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ اب اس آیت کے ساتھ کی حصہ ہمارا عنوان کلام ہے، اس کے حقیقی الفاظ بھی دیکھ
لیں (یعنی ساری آیت یوں ہے)

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ
لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (نور ۶۳)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو (یا دعا کو) آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے (یا ایک
دوسرے کو دعا دیتا ہے) بے شک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو
رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت پر قربان ہو جائیں کہ دعا قبول فرمانے والا رب ایک طرف اپنے حبیب کرم ﷺ کی مومنوں کے لئے
دعائے بخشش کا حکم دے رہا ہے کیونکہ اس کے محبوب مطلوب ﷺ کے افراد غلام ہیں اور دوسری طرف اسی محبوب ﷺ سے تعلق رکھنے والوں کو اپنے حبیب
کرم ﷺ کی دعائے عصب و ہلاکت سے ڈرا رہا ہے۔ اور کس وضاحت سے گویا اعلان فرما رہا ہے کہ جن کو حضور پر نور ﷺ دعا سے نوازیں انہیں کوئی خطرہ نہیں
(وہ اس دعائے رحمت سے زمرہٗ لا یحزنون میں داخل ہو گئے ہیں) اور جن کے حق میں یہ ذی کی ناراض ہو کر دعائے قہر و غضب فرما دیں ان کو کہیں
امان نہیں مل سکتی

بخدا خدا کا بھی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

آئندہ قسط میں حضور ﷺ کی چند دعاؤں کے اثرات پیش کیے جائیں گے (ان شاء اللہ العزیز)

☆....☆.. ☆

منصب نبوت
مقام حدیث
قسط: 3
(قرآن کریم کی روشنی میں)

○ محمد صدیق نسیم ○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور مطاع ہیں، امت پر اطاعت فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے اپنے رسول ﷺ کو مطاع بنا کر مبعوث فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (النساء۔۶۴)

ترجمہ۔ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ (کنزالایمان)

اللہ رب العزت نے جناب رسول اللہ ﷺ کو مطاع بنا کر مبعوث فرمایا اور امت کو ان کی اطاعت کرنے کا حکم دیا بلکہ ہدایت کو بھی اطاعت رسول کے تابع رکھا اور ہدایت صرف اسی انسان کو حاصل ہوگی جس نے آپ ﷺ کو اللہ کا رسول ماننے کے بعد آپ کی اطاعت بھی کی (وان تطیعوہ تہتدوا النور۔۵۴) اگر اطاعت رسول کے بغیر ہدایت ملتی تو کوئی بے ایمان منافق اور کافر نہ ہوتا۔ یہ سب مسلمان ... اللہ کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت ... ایک ... مقام پر اہل ایمان کو ارشاد ہوتا ہے

واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین (الانفال۔۱)

ترجمہ اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اگر ایمان رکھتے ہو

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مزید تاکید کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

یاایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون (الانفال۔۲۰)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اس کے رسول کی اور منہ گردانی ... سن کے جان کر ... ہو۔

کسی کی اطاعت کا مطلب اس کے احکام کی اطاعت ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مراد اس کی کتاب قرآن مجید میں مذکور اس کے احکام کی اطاعت ہے اسی طرح رسول کی اطاعت سے مراد بھی اس کے احکام کی اطاعت ہی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں وارد اللہ کا حکم مانا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو یہ حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے "واطیعوا الرسول" (النساء۔۵۹) اور اطاعت کرو رسول کی تو اللہ کے اس حکم کی اطاعت یہی ہے اطاعت رسول کے تسلیم ... ہے مگر نہیں اس لئے کہ اللہ حکم دیتا ہے رسول کی اطاعت کرو تو جب تک رسول کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اللہ کے حکم پر عمل متصور ہی نہیں۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اطاعت رسول صرف جناب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی نہیں ... بلکہ درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت ہوگی۔ اطاعت رسول "باذن اللہ" ہی کی جارہی ہے بلکہ وہ اللہ ہی کی اطاعت ہوئی بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ فرمایا۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء۔۸۰)

ترجمہ جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی

قرآن کریم کے مطابق جب اطاعت رسول اللہ کی اطاعت ہے تو پھر اطاعت رسول کا منکر حقیقت میں رب تعالیٰ کا ہی اطاعت گزار نہیں اور وہ دوسروں کو بھی دھوکا نہیں دے رہا خود بھی دھوکے میں پڑا ہے۔ آپ نے قرآن کریم ملاحظہ کیا۔ آیہ کریمہ آپ کے سامنے ہے پھر سے بغور پڑھ لیجئے فرمایا (ترجمہ) جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی (النساء۔۸۰) یعنی جو رسول ﷺ کا اطاعت گزار ہے وہی ...

لہذا مطیع ہے اور حضور ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔ منکرین حدیث کو بڑا دھوکہ ہوا وہ اطاعت قرآن کرتے ہیں اور اللہ کی اطاعت پر کاربند ہیں جب کہ قرآن کریم کے مطابق اللہ کی اطاعت کرنا ضروری ہے اور جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کرے اور جو اللہ تعالیٰ سے رسول ﷺ کی اطاعت کا منکر ہے وہ اللہ کا بھی اطاعت گزار نہیں۔ قرآن کی آیت کو پھر دیکھئے یہ منکرین حدیث نہ تو قرآن کے احکام کو مانتے ہیں اور نہ ہی اطاعت خداوندی کو [illegible] ہیں۔ بلکہ ہوائے نفس میں مبتلا ہیں اور قرآن کی تو [illegible] سے بھٹکتے بھٹکتے دور جا پڑے ہیں۔

آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کی اطاعت کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے

واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین (الانفال۔۱)

تو جب اطاعت رسول شرط ایمان ہے تو پھر اس کا منکر بے ایمان جہنم میں نہیں جائے گا تو پھر کہاں جائے گا یقیناً اسے جہنم میں دھکیلا جائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو صاحب شریعت بنا دیا ہے اور قرآن کریم اس پر گواہ ہے تو پھر آپ ﷺ کی اطاعت ہر مومن و مسلمان پر فرض ہے اور فرمودات و ارشادات رسول یعنی احادیث مبارکہ پر بھی عمل کرنا واجب و لازم ہے

۸۔ اطاعت رسول کی حیثیت مستقل ہے:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی اطاعت کی طرح اپنے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو بھی مستقل طور پر فرض قرار دیا ہے۔ فرمایا۔

یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ط ذالک خیروا احسن تاویلا (النساء۔ ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اطاعت کرو رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور رسول کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور روز قیامت پر یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین اطاعتوں کا حکم فرمایا ہے۔

۱۔ اللہ کی اطاعت

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

۳۔ اولی الامر کی اطاعت

ان میں پہلی دو مستقل ہیں لیکن تیسری مستقل نہیں۔ یعنی اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تو مستقل طور پر فرض کی گئی ہیں جبکہ اولی الامر کی اطاعت مستقل طور پر فرض نہیں کی گئی بلکہ مشروط طور پر پہلی دو اطاعتوں کے تحت کی گئی ہے۔ علمائے اسلام کے نزدیک اس کی تین وجوہ ہیں

الف۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ و رسول کی اطاعتوں کے لئے "اطیعوا اللہ" اور "اطیعوا الرسول" میں لفظ "اطیعوا" علیحدہ علیحدہ لایا گیا جب کہ اولی الامر کی اطاعت کے لئے لفظ اطیعوا علیحدہ ذکر نہیں کیا گیا۔ لہذا اللہ اور رسول اللہ ﷺ تو مستقل حاکم ہیں یعنی اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت ایک جیسی اور مستقل ہیں اور اولی الامر کی اطاعت مستقل نہیں۔

ب۔ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعتوں کے مستقل ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کی دلیل طلب کئے بغیر اس کی اطاعت فرض ہے اور اولی الامر کی اطاعت اس سے مستقل نہیں کہ اس کے حکم کو خدا اور رسول ﷺ کے ارشادات یعنی قرآن و حدیث کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور اولی الامر کے حکم کو کتاب و سنت کے معیار پر پرکھا جائے گا اگر اس معیار پر پورا اترے تو واجب العمل ہوگا ورنہ نہیں۔

آیت کریمہ میں "فردوہ الی اللہ والرسول" سے یہی مراد ہے کہ تنازع کی صورت میں اولی الامر کے حکم کو کتاب و سنت پر پیش کرو۔ پس اولی الامر کی اطاعت مستقل نہیں بلکہ کتاب و سنت سے موافقت ہونے سے مشروط ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت خدا تعالیٰ کی طرح مستقل طور پر فرض اور دلیل میں حجت ہے۔

ج تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر اولی الامر کے ساتھ اس کے کسی حکم میں نزاع پیدا ہو جائے تو فیصلہ کے لئے جن دو مرجعوں سے رجوع ہوگا ان میں سے ایک مرجع تو اللہ یعنی اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور دوسرا مرجع "رسول" اللہ کا

[illegible] سنت و حدیث [illegible]
[illegible] فیصلہ [illegible] کتاب و سنت
[illegible] کتاب [illegible] سنت رسول کی حیثیت [illegible]
[illegible] صرف قرآن [illegible] سنت
[illegible] سنت رسول [illegible] حیثیت حاصل [illegible]
[illegible] فردوہ [illegible] ساتھ [illegible] رسول
بھی کہا گیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے بعد سنت رسول بھی مرجع نزاع ہے اور اسے بھی فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی حیثیت بھی مستقل ہے لیکن اولی الامر کی اطاعت مستقل نہیں کیونکہ اپنے نزاع کا فیصلہ ہونے کے لئے خدا اور رسول ﷺ کے فیصلہ کی محتاج ہے۔

اب تین باتیں واضح طور پر سامنے آگئیں

۱۔ پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ رسول اور اولی الامر ایک نہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ ہیں اور دو ہیں جیسا کہ آیہ کریمہ نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے [illegible] مرتبہ بھی [illegible] رسول اور اولی الامر میں فرق نہیں کرتے [illegible] رسول کا [illegible] نائب [illegible] کتاب "قرآن مجید" کی [illegible] سے بچ جائے۔

۲۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اولی الامر سے تو کسی بات میں نزاع اور اختلاف ہوسکتا ہے لیکن [illegible] رسول ﷺ سے کسی قسم کا نزاع یا اختلاف نہیں ہوسکتا۔

۳۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ خود اولی الامر پر اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی طاعت بھی ضروری ہے یہ فائدہ "فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول" سے حاصل ہوتا ہے جب تک اولی الامر اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہے گا اس کا حکم بھی نافذ رہے گا اور اگر اس نے خود اطاعت رسول سے روگردانی کی تو اس کا حکم نہ تو قابل نفاذ رہا ور نہ ہی لوگوں پر اس کا ماننا لازم رہا۔

☆ ☆ ☆

یا نبی ﷺ

[illegible]

[illegible]

دے تبسم کی خیرات ماحول کو، ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی ﷺ
ایک شیریں جھلک، ایک نوریں ڈلک، تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبی ﷺ

اے نوید مسیحا! تری قوم کا حال عیسیٰ کی بھیڑوں سے بدتر ہوا
اس کے کمزور اور بے ہنر ہاتھ سے چھین لی چرخ نے برتری یا نبی ﷺ

کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تجھے ہم سے ناکردہ کار امتی یا نبی ﷺ

روح ویران ہے، آنکھ حیران ہے، ایک بحران تھا، ایک بحران ہے
گلشنوں شہروں قریوں پہ ہے پرفشاں، ایک گمبھیر افسردگی یا نبی ﷺ

[illegible] روح کے زخم کر دکھائیں کسے
[illegible] کیوں تو شاہیں، کیوں کریں دوستوں کو گلی یا نبی ﷺ

ریت [illegible] صحرا پہ شاہ عرب، تیرے اکرام کا ابر برسے گا کب
تب ہری ہوگی شاخ تمنا مری، تب مٹے گی مری تشنگی یا نبی ﷺ

یا نبی اب تو آشوب حالات نے تیری یادوں کے چہرے بھی دھندلا دیے
دیکھ لے تیرے تائب کی بے چارگی، بجھتی جاتی ہے لو حرف گری یا نبی ﷺ

(حفیظ تائب)

پاکستان میں افکارِ رضا کے زاویے

(پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی یادوں کے جھروکے سے!)

سوال: [illegible]

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک نابغۂ روزگار شخصیت کے مالک تھے آپ نے اپنی علمی اور فکری رسائی سے جو تجدیدی کارنامے سرانجام دیئے ہیں ان کا اعتراف دنیا بھر کے اہلِ علم و دانش کر رہے ہیں یہی تجدیدی کارنامے تھے جن کی وجہ سے دنیائے علم و فکر نے انہیں چودھویں صدی کا مجدد (مجدد مأتہ حاضرہ) تسلیم کیا ہے۔ آپ کی علمی اور اعتقادی معلومات پر ہزاروں کتابیں اور لاکھوں مضامین لکھے گئے ہیں۔ ہم اس بے مثال شخصیت کے افکار کی اشاعت کے ان "زاویوں" کا ذکر کریں گے۔ جو ہماری یادوں کے گوشوں میں محفوظ ہیں۔

قیامِ پاکستان سے پہلے ہمیں یہ شعور تھا کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام تک رسائی حاصل کرتے۔ مجلس حزب الاحناف کے تعلیمی اداروں کے سالانہ جلسوں میں اعلیٰ حضرت کی نعتیں سنا کرتے تھے۔ بعض علمائے کرام اپنی تقاریر میں اعلیٰ حضرت کا نام لیتے تھے۔ جب علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (حزب الاحناف)، اعلیٰ حضرت کی مجالس تک رسائی نصیب ہوتی تو وہ اعلیٰ حضرت کی کوئی نہ کوئی چھپی ہوئی کتاب دکھاتے۔ پھر جب ہم اپنے استاد مکرم مولانا محمد بخش مسلم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت و دعا کو جاتے تو بازار میں کتابوں کی ایک دوکان (نوری کتب خانہ) پر ضرور بیٹھتے۔ لاہور، ستار گری دوکان کے مالک سید محمد معصوم شاہ گیلانی نوری رحمۃ اللہ علیہ سے اعلیٰ حضرت کے کسی رسالے کا مطالبہ کرتے تو سید موصوف اعلیٰ حضرت کے رسالوں کا ڈھیر سامنے رکھتے جن سے مولانا محمد بخش مسلم چند رسالے اٹھاتے۔ خریدتے اور ہمیں کہتے: "سید معصوم شاہ گیلانی کو اللہ خوش رکھے، یہ بریلی سے موتی جمع کراتے ہیں اور ہماری جھولیاں بھرتے جاتے ہیں" سید معصوم شاہ گیلانی نوری نے اعلیٰ حضرت کے کئی رسائل چھاپ اور اہلِ سنت کے مطالعے کے لیے عام کیے۔ نوری کتب خانہ افکار رضا کی اشاعت کا ایک مرکز تھا جس نے پورے پنجاب کو فکر رضا سے آشنا کیا۔ علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ بھی اعلیٰ حضرت کے بعض فتاویٰ و بعض رسائل چھپوا کر علمائے اہلِ سنت میں تقسیم کرتے۔

پاکستان بننے کے بعد ہمیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے نام کا تعارف ہوا اور جوں جوں ہمارا علمی شعور بلند ہوتا گیا تو ان کی کتابوں کی جستجو ہونے لگی۔ کراچی سے جب اعلیٰ حضرت کا ترجمہ "کنزالایمان" ترجمہ قرآن مجید چھپ کر آیا تو لاہور کے علمائے کرام نے اس کی تعریف کی ہم نے بھی خرید کر مطالعہ کرنا شروع کیا۔ پھر حیات اعلیٰ حضرت کی جلد اول چھپ کر آئی تو بہت سے علماء کرام نے اعلیٰ حضرت کی زندگی کے علمی پہلوؤں کو بیان کرنا شروع کیا۔ کئی لوگ اعلیٰ حضرت کو ملنے بریلی گئے۔ محقق عصر سید محمد ایوب قادری رحمۃ اللہ علیہ بریلی سے ہجرت کر کے لاہور پہنچے تو وہاں سے اعلیٰ حضرت کے رسائل ساتھ لے آئے۔ کراچی کے علاقے [illegible] اعلیٰ حضرت کی کوئی کتاب تو نہ چھپ سکی مگر کراچی جا کر انہوں نے "حیات اعلیٰ حضرت" مؤلفہ مولانا ظفر الدین رضوی کی جلد اول کا پہلا ایڈیشن چھپوانے میں کامیابی حاصل کی۔ ہماری دانست میں "حیات اعلیٰ حضرت" سب سے پہلے کراچی ہی میں چھپی تھی۔

"کنزالایمان" کراچی سے چھپ کر آیا تو لاہور میں علمائے اہلِ سنت کے ہاں خوشی کی لہر دوڑ گئی ان کی خواہش تھی کہ اسے کوئی لاہور کا ادارہ چھپوائے تاکہ عوام تک آسانی سے پہنچے مگر کوئی ناشر اس نئے ترجمے کی طرف قدم نہیں بڑھاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم پرس "چوک دالگراں" ان دنوں اشاعت قرآن کا مرکز تھا۔ علمائے اہلِ سنت نے انہیں "کنزالایمان" چھاپنے پر آمادہ کیا تو بصد مشکل قرآن مجید جیبی سائز پر "کنزالایمان" شائع کر دیا پھر [illegible] کے تعاون سے "مکتبہ نبویہ" لاہور نے ایک ایڈیشن شائع کیا جو سستا ایڈیشن تھا کیونکہ تین روپے میں [illegible] یہ مل جاتا تھا اس ایڈیشن کی اشاعت اور تقسیم میں راقم (اقبال احمد فاروقی) نے [illegible] ایک کردار ادا

تھا۔

[illegible] پاکستان میں [illegible] افکار رضا [illegible] بھیجتے [illegible]

رسائل میں چھپی ہوئی اعلیٰ حضرت کی نعتیں دلوں کے دروازوں پر دستک دینے

لگیں۔ [illegible] حدائق بخشش [illegible] چھپتے [illegible]

[illegible]

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان!

علمائے اہل سنت کے پیہم اصرار پر "تاج کمپنی" کے مالک شیخ

عنایت اللہ کنزالایمان کو شائع کرنے پر آمادہ ہوئے وہ بادل نخواستہ پہلا

ایڈیشن [illegible] ایڈیشن [illegible]

پانچ ہزار کا دوسرا ایڈیشن شائع [illegible] ایڈیشن [illegible]

کمپنی کے اراکین حیران رہ گئے [illegible]

مولانا حشمت الحسن [illegible] بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی نگرانی میں "حدائق بخشش"

مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی سے پاکستان میں پہلا ایڈیشن شائع [illegible]

اعلیٰ حضرت کے کلام سے شناسائی ہوئی تو ہر طرف سے شور اٹھا۔

بلبل باغ مدینہ تیرے نغموں کو سلام!

حدائق بخشش کا جب ادبی اور تنقیدی جائزہ لیا گیا تو دنیائے شاعری

میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا، پھر اس کے کئی ایڈیشن [illegible] مختلف

علاقوں سے چھپتے گئے اور دلوں کی حلاوت بنتے گئے

حکیم محمد موسیٰ امرتسری ایک علمی خانوادے کے فرد تھے۔ امرتسر

سے ہجرت کر کے لاہور [illegible]

کو عام کرنے کے لئے ۱۹۶۸ء میں "مرکزی مجلس رضا" کی بنیاد رکھی۔ چند

[illegible]

[illegible] اعلیٰ حضرت کے رسائل چھاپ کر مفت تقسیم کرنے

لگے۔ ان کی شبانہ روز کوششوں سے سارے پاکستان میں ایک دھوم مچ گئی۔

وہ چمن میں کیا گیا سارا گلستان کھل اٹھا

"مرکزی مجلس رضا" نے چند سالوں کے اندر اندر افکار رضا کے

قافلے ہر سمت روانہ کرنے شروع کئے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی روح کو خدا

خوش رکھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں [illegible]

پاکستان کا ہر پڑھا لکھا شخص [illegible]

لگا۔ کالجوں کے پروفیسر [illegible]

علماء و طلباء فکر رضا سے سرشار ہونے لگے۔ مرکزی مجلس رضا لاہور نے صرف

پاکستان ہی نہیں سارے برصغیر میں اعلیٰ حضرت کی کتابیں پھیلا دیں۔ [illegible]

فتاوی رضویہ پاکستان میں [illegible] اعلیٰ حضرت کی ثقاہت

کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ "مکتبہ نبویہ" لاہور نے اس سلسلہ میں [illegible]

[illegible] پبلشنگ کمپنی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اعلیٰ حضرت کے افکار [illegible]

[illegible]

[illegible] محقق [illegible]

[illegible] اعلیٰ حضرت [illegible] تحریریں سامنے آنے لگیں، ہائی سوسائٹی

میں افکار رضا [illegible] ریاست علی قادری سے افکار رضا کو

[illegible] بڑا کام کیا

[illegible] ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری [illegible]

[illegible] تحقیقات [illegible] سے ملاقاتیں [illegible] مرکزی مجلس رضا

ہونے لگے [illegible] شائع [illegible] اعلیٰ حضرت سے

[illegible] ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری

[illegible] تحقیق بھی تھی۔ [illegible] اعلیٰ حضرت پر [illegible]

[illegible] تحقیق [illegible]

[illegible] سکتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری ایک استاد تھے، معلم

تھے [illegible] تھے۔ ان کے احباب اور شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ

[illegible]

افکار رضا کی خوشبو [illegible] مرکزی مجلس رضا لاہور سے چھپنے والی

تحریریں اتنی موثر ثابت ہوئیں کہ اہل علم نے آپ کو "ماہر رضویات" تسلیم کیا۔

"مرکزی مجلس رضا لاہور" کی کتابی اشاعت کے ساتھ ساتھ

۱۹۹۲ء میں مجلس کا ماہنامہ "جہان رضا" [illegible]

[illegible] محمد فاروقی کے ہاتھ میں۔ "جہان رضا" [illegible]

رضویات پر کام کرنے والوں کو گویا اعلیٰ حضرت پر لکھی جانے والی کتابوں

سے واقف کیا اعلیٰ حضرت پر ڈاکٹریٹ کرنے والوں سے متعارف کیا۔ [illegible]

دنیائے رضویت میں "جہان رضا" کے مقالات مضامین اور اداریوں کو

[illegible] پڑھتے ہیں [illegible]

لاہور میں [illegible] کے صدر محترم جناب مفتی

محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم نظامیہ لاہور تھے۔ جنہوں نے

اپنی نگرانی میں [illegible] جن کی نگرانی میں "فتاوی

رضویہ" کی از سر نو ترتیب ہوئی۔

آج پاکستان کے گوشے گوشے میں فکر رضا کے بے شمار ادیب

[illegible] گئی [illegible] رضا [illegible]

[illegible] تعلیمات [illegible] فکر رضا

[illegible] شاعت [illegible] بیان سے

چنانچہ [illegible] کا موثر [illegible] تصانیف

کی اشاعت [illegible] فکر رضا [illegible] میں مصروف

ہیں۔ اہل سنت کی مساجد [illegible] خوش [illegible] کے

[illegible] نعت خواں [illegible] فکر رضا

[illegible] دیے ہیں

کی تابندہ خورشید [illegible] کی

جہان رضویاں را روشنائی

[illegible] فکر رضا کے [illegible] جس کا [illegible] فکر رضا کو عوام تک پہنچانے [illegible] ابھی بڑا کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی اکثریت اہل سنت و جماعت کے عقیدہ پر قائم ہے۔ حنفی مذہب کی [illegible] اہل سنت [illegible] کرتی ہے [illegible] دینی [illegible] اہل سنت کا فرض ہے۔ [illegible] مشتمل لٹریچر [illegible] میں اعلیٰ حضرت [illegible] احمد رضا خان کی [illegible] پیش کیا جا رہا تھا۔

آج [illegible] عقیدہ [illegible] آج ہماری خانقاہیں [illegible] جا رہی ہیں [illegible] شکل [illegible] جا رہے ہیں۔ آج [illegible] جا رہے ہیں [illegible] آج ہماری [illegible] بچے [illegible] آج ہماری شب بیداری [illegible] نعت خوانوں کی زد میں ہیں۔ جہاں ہماری ساری رات روشنیوں، جوش [illegible] مگر شب بیداری کے ثمرات سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔ آج ہمارے [illegible] کرتے ہیں مگر جس چیز کی ضرورت ہے اس طرف توجہ نہیں دیتے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلک رضا پر لٹریچر شائع کرکے [illegible] تک پہنچایا جائے اور اس کام

[illegible] آج ضرورت [illegible] شخص [illegible] آج ضرورت [illegible] ترقی [illegible] کا [illegible] قائم کیا جائے [illegible] حضرت کے نظریات سے متعلق ہوں

فکر رضا [illegible] آج بھی [illegible] نعت میں اعلیٰ حضرت کا کلام جس [illegible] ہے اس کی مثال شاید ہی کسی دوسرے نعت گو شاعر کے کلام [illegible]۔ اعلیٰ حضرت کا لکھا کلام [illegible] نعت کی کوئی محفل اس وقت تک [illegible] جب تک کلام رضا نہ پڑھا جائے۔ [illegible] نعت گو کلام بھی اپنی [illegible] کے کلام کے [illegible] نہیں۔

آج کلام رضا کی شرحیں لکھی جا رہی ہیں۔ آج کلام رضا کی تضمینیں لکھی جا رہی ہیں۔ آج کلام رضا کی زمین پر نعتیں لکھی جا رہی ہیں۔ [illegible] میں فکر رضا کا رنگ و آہنگ ہے۔ سلام رضا کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ مصر [illegible] یورپ کے عام [illegible] میں ہندوستان [illegible] بنگلہ دیش [illegible] کی شرحیں لکھی [illegible] امام احمد رضا خان [illegible] سعدی شیرازی [illegible] نعت کی [illegible] خوش ہو کر [illegible] گلستان [illegible] آج سلام رضا [illegible]

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا نام لینے والے تمام علمائے کرام [illegible] اور نعت خوانان خوش کلام کا بھی ایک رابطہ آفس قائم ہو [illegible] پوری [illegible] رہنمائی کی جائے۔ ہم [illegible] جس [illegible] بے سر و سامانی کے باوجود جو کام کر رہے ہیں [illegible] مقاصد [illegible] جن کے لیے یہ قائم ہوئے تھے۔ آج وہ اخبارات، میگزین اور رسالے جو اعلیٰ حضرت کے نظریہ کو عام کرنے میں مصروف ہیں باہمی رابطہ کے ساتھ عوام تک پہنچنے چاہئیں۔ ہم یہ [illegible] کر رہے ہیں کہ [illegible] میں ایسے [illegible] مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے فکر رضا کو عام کر سکتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

خاندانِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دینی کارنامے

محمد حسین

قسط: 2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ائمہ اہل بیت کا فیضان: سانحۂ کربلا کے بعد عموماً اہل بیت گوشہ تنہائی میں رہ کر عبادت و ریاضت اور علوم دینی کی تدوین کے تحفظ و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ بنی امیہ میں یزید اور اس کے بعد سوا حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے کوئی بھی قابل تعریف کردار کا حامل نہ ہوا۔ بس اسلام و ایمان کے ساتھ محض نام کا تعلق تھا۔ وہ ظلم و جبر، قتل و غارت اور فخر و غرور کے پیکر تھے۔ اس امر کی تردید نہیں کی جا سکتی کہ اس دور میں اسلام زندہ ہوا تو وہ شہدائے کربلا کے خون کا کارنامہ تھا۔ حسینی کردار نے ہمیشہ سلطنت کو متزلزل کر رکھا۔

بنی امیہ کے بعد عباسی دور شروع ہوا مگر یہ لوگ بھی کچھ زیادہ کردار کے اعتبار سے اپنے پیشروؤں سے زیادہ مختلف نہیں تھے۔ اہل بیت اطہار حالات سے بے نیاز ہو کر اپنے جد امجد حضور سید عالم ﷺ کی تعلیمات کا عملی نمونہ بن کر سرگرم کار رہے۔ تفسیر و حدیث، فقہ و تصوف بلکہ علوم دین کے تمام شعبوں میں جن جن شخصیات نے نام پیدا کیا، سب انہی اماموں کا فیضان تھا۔ چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام مدینہ حضرت امام مالک بن انس، حضرت امام شافعی، حضرت سفیان ثوری، حضرت ابو ایوب سختیانی، حضرت ابن عیینہ، حضرت شعبہ، حضرت یحییٰ بن سعید القطان، حضرت ابن ابی لیلیٰ اور حضرت محمد بن بشر علیہم الرحمۃ والرضوان جیسی شخصیات اہل بیت اطہار کی نظر کیمیا اثر سے آسمان علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ (ان میں اکثر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے تلامذہ میں سے ہیں) امام اعظم نے پورے دو سال سیدنا امام باقر اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کی خدمت میں رہے اور پھر اعتراف فرمایا کہ لولا السنتان لھلک النعمان (یعنی یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا)۔ امام شافعی نے یوں فرمایا۔

آلُ النَّبِیِّ ذَرِیعَتِی — وَهُمْ اِلَیْهِ وَسِیلَتِی

اَرْجُو بِهِمْ اُعْطٰی غَدًا — بِیَدِی الْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِی

ترجمہ: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پاک میرا ذریعہ ہے اور حضور کی بارگاہ میں رسائی کے لئے میرا وسیلہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان (سادات) کے طفیل مجھے کل (قیامت کے دن) میرا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ امت نے ہمیشہ اہل بیت اطہار کو اپنے سر کا تاج سمجھا ہے اور ان کی محبت و عقیدت اور اطاعت کو دو جہان کی کامیابی کا ذریعہ جانا ہے۔ معروف کتاب و سنت کی تعبیر میں اہل بیت اطہار ہی امت کے ستارے ہیں اور ساری امت نے انہیں اپنا امام و مرشد مانا ہے یعنی ان کی رضا کو خدا اور سرکار دو عالم ﷺ کی رضا قرار دیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او را تمام امت برمثال پیراں و مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است (تحفۂ اثنا عشریہ)

ترجمہ: حضرت امیر (یعنی حضرت مولا علی مشکل کشا) اور ان کی اولاد پاک کو

امامت سے پہلے ہی ان دونوں شہزادوں کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور ان کی تعظیم و توقیر کی جاتی تھی۔ ان کے ناموں پر فدا ہونے والے صداقت اور حق کے متلاشی تھے جیسا کہ حبیب کبریا کی اولاد سے واضح ہے۔

اہل بیت رضی اللہ عنہم اپنے اپنے وقت میں امت مسلمہ کے مقتدا رہے۔ ظاہری و باطنی خلافت کے مالک رہے، کبھی روحانی و باطنی خلافت پر فائز رہے۔ حضرت علی ﷺ نے بیان فرمایا وہ دنیا کی رنجشیں دور فرماتے رہے اور مشکلکشائی کرتے رہے جس سے پریشان حال فرزندان آدم کی مشکلکشائی کرتے رہے۔ یہ حضرات بلا شبہ قرآن کے بیان اور عرفان، علم و حدیث، تعلیم و رسالت و امامت، توحید و اقوال کی سچی تصویریں تھیں۔ ہر دور میں ان کی عبادت و ریاضت، جود و سخا اور علم و فضل کے چرچے رہے۔ لوگ ان کے علم و فراست، تحمل و بردباری، فیض و بخشش اور صورت و سیرت کے جلوے دیکھتے تو پکار اٹھتے کہ یقیناً یہی حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے وارث ہیں۔ بالخصوص علم کے اس بلند درجے پر تھے کہ انہوں نے مشکل ترین مسائل کس طرح حل کئے اور تاریخ اسلام میں ان کے کمالات اور روایات کے اثرات کا مختصر جائزہ لینے کے لئے چند یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کا علمی مقام:

آپ شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے اور سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے لخت جگر تھے۔ باقر آپ کا لقب ہے جو علم کی حقیقت تک پہنچا۔ چنانچہ شواہد النبوت کی ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اے جابر! ممکن ہے تم حسین علیہ السلام کے بیٹے سے ملاقات کرنے تک زندہ رہو، جس کا نام محمد ہوگا جو علم دین کی خوب اشاعت اور تشریح کرے گا۔ جب تیری اس سے ملاقات ہو تو اسے میرا سلام کہنا۔ (اردو ترجمہ ص [illegible] مکتبہ نبویہ)

حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کیا رسول اللہ ﷺ تو تمام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ فرمایا ہاں (انبیاء علیہم السلام) کے سارے علوم کا وارث ہوں۔ عرض کیا آپ مردوں کو زندہ کرنے اور مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو ٹھیک کرنے اور لوگوں کو ان کے گھروں میں ذخیرہ کی ہوئی اشیاء بتا سکتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ پھر فرمایا میرے قریب آؤ۔ میں قریب ہوا تو آپ نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ (چنانچہ آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور) میں تمام پہاڑ اور زمین دیکھنے لگا۔ پھر فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ یونہی بینا رہو اور تمہارا حساب اللہ کے حوالے ہو یا جیسے پہلے تھے ویسے ہی ہو جاؤ اور جنت پاؤ۔ عرض کی میں جنت چاہتا ہوں۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے چہرے پر دوبارہ پھیرا تو وہ پہلے کی طرح ہو گیا۔ (شواہد النبوت، تنویر الابصار)

امام جعفر صادق کا کمال علم:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کتاب جفر لکھی اور اس میں قیامت تک ہر ہونے والے حوادث لکھ دیے ہیں۔ کہتے ہیں کتاب جفر جو عبد المؤمن کے توسط سے مغرب میں پہنچی ہے آپ ہی کا کلام ہے۔ اسی طرح علم اسرار کے موضوع پر ایک تصنیف جو معروف بھی آپ سے منسوب ہے (جس میں ماضی و مستقبل کے حالات ہیں) (شواہد النبوت، تنویر الابصار)

ایک راوی کہتا ہے کہ ایک دن میں بہت سے آدمیوں کے ساتھ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ" (تو چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ملا لے) (البقرہ) کا حکم دیا تو کیا وہ پرندے ایک ہی قسم کے تھے یا ایک دوسرے سے مختلف؟ پھر فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو میں بھی ایسا کر کے دکھاؤں۔ لوگوں نے عرض کیا ضرور۔ آپ نے فرمایا اے مور! ادھر آ۔ اسی وقت ایک مور حاضر ہو گیا۔ پھر کوے، باز اور کبوتر کو بھی آپ نے آواز دے کر بلایا۔ پھر فرمایا ان کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو اور آپس میں یہ گوشت ملا دو لیکن سر کو الگ رکھو۔

پھر آپ نے مور کے سر کو پکڑ کر فرمایا اے مور! تو اس کی ہڈیاں اور گوشت اس کے سر کے ساتھ مل گئے اور وہ ایک صحیح سالم مور بن گیا۔ اسی طرح امام نے باقی پرندوں کو بھی زندہ فرما دیا۔ (شواہد النبوۃ)

حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کا حدیث بیان کرنا

تاریخ نیشاپور میں ہے کہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ نیشاپور تشریف لے گئے تو نیشاپور میں داخل ہوتے وقت سفید رنگ کی خچر پر سوار قبہ میں چھپے ہوئے تھے۔ امام حافظ ابو زرعہ اور امام حافظ ابو مسلم طوسی اور محدثین کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی، آقا! آپ کے آباؤ اجداد کا صدقہ ہمیں اپنا چہرہ دکھائیے اور اپنے آباؤ اجداد سے منقول حدیث روایت

فرمائیے جس سے آپ کی یاد تازہ رہے۔ آپ نے چہرہ سے پردہ ہٹا دیا۔ لوگوں نے حسن جہاں افروز کا دیدار کیا۔ بعض چیخ پکار کر رہے تھے بعض مٹی میں لوٹ رہے تھے اور بعض خچر کے پاؤں کو بوسہ دے رہے تھے۔ شور کا سلسلہ تھا کہ حضرت علماء نے لوگوں کو خاموش کیا کہ اپنے شیخ کی بات سنو۔

سیدنا علی رضا نے فرمایا۔

حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُوْسٰی بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِی الْحُسَیْنُ شَہِیْدٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ حَبِیْبِیْ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ حَدَّثَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ حَدَّثَنِیْ رَبُّ الْعِزَّۃِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی قَالَ كَلِمَۃُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ

ترجمہ: مجھے میرے والد موسیٰ کاظم نے اپنے والد جعفر صادق سے انہوں نے اپنے والد محمد باقر سے انہوں نے اپنے والد علی زین العابدین سے انہوں نے اپنے والد شہید کربلا سے انہوں نے اپنے والد علی مرتضیٰ سے خبر دی انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے حبیب آنکھوں کی ٹھنڈک رسول ﷺ نے خبر دی انہوں نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی انہوں نے کہا کہ مجھے اللہ رب العزت نے فرمایا

کلمہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعے میں داخل ہوگا میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

پھر آپ نے نقاب ڈالا اور سفر جاری کیا۔ جو اہل قلم یہ حدیث لکھ رہے تھے وہ بیس ہزار سے زیادہ تھے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جائے تو صحت یاب ہو جائے۔

حضرت امام تقی رضی اللہ عنہ اور یحییٰ بن اکثم:

مامون الرشید حضرت امام تقی رضی اللہ عنہ کے علم و فضل سے بہت متاثر تھا۔ وہ اپنی بیٹی ام الفضل آپ کے نکاح میں دینا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں اسے آپ کا علمی مرتبہ ظاہر کر کے اپنے قبیلے کو راضی کرنا پڑا۔ چنانچہ اس نے اس دور کے جید عالم یحییٰ بن اکثم کا آپ کے ساتھ مناظرہ کرایا۔ آپ نے یحییٰ کی ہر بات کا جواب دیا۔ پھر خود سوال کیا تو وہ لاجواب ہو گیا۔ سوال یہ تھا۔

اے یحییٰ اس شخص کے بارے میں آپ کیا فتویٰ دیں گے جس نے کسی عورت کو شروع دن میں بری نظر سے دیکھا تو اس کی نظر حرام ہوئی جب سورج بلند ہوا تو وہ حلال ہو گئی۔ ظہر کے وقت پھر حرام اور عصر کے وقت حلال۔ غروب کے وقت حرام ہوا اور عشا کو پھر حلال، آدھی رات کو حرام اور فجر کو پھر حلال۔ یہ عورت ان اوقات میں اس کے لئے کیسے حلال ہوگی اور کیسے حرام؟

یحییٰ نے لاعلمی ظاہر کی اور جواب سمجھنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا

یہ کسی شخص کی لونڈی ہے، ایک شخص نے دن کے آغاز میں اسے بنظر شہوت دیکھا تو یہ نظر حرام۔ سورج ذرا بلند ہوا تو اس نے اسے مالک سے خرید لیا تو اب حلال۔ ظہر کے وقت آزاد کیا تو حرام، عصر کے وقت نکاح کر لیا تو حلال۔ مغرب کے وقت ظہار کیا حرام اور عشاء کے وقت کفارہ ظہار دے دیا تو حلال۔ آدھی رات کے وقت ایک طلاق دے دی تو حرام اور فجر کو رجوع کر لیا تو حلال ہوگی۔

الحاصل: حضور سرور کونین حضرت محمد ﷺ اور حضرت خلفائے راشدین کے بعد اسلام کی تبلیغ، قرآن کی تفہیم، امت کی رہنمائی اور امت کی تربیت کا فریضہ آل رسول ﷺ نے ادا کیا اور اپنے اپنے دور میں وقت کے جملہ تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جہاں خلوص، للہیت اور جرات فکر و کردار کے ساتھ بہترین عملاً سرانجام دیا ان بزرگوں میں کثرت نے خدمات سیاست کے ادوار میں جیسے جیسے اور کسی دوسرے کلام کا سہارا لئے بغیر صوفیوں، فقیہوں اور مجتہدوں کے ایسے لشکر تیار کئے جو ہر اعتبار سے اسلام کا دفاع کرنے کے اہل تھے۔

(اس سے قبل گزرنا ... یہ بیک وقت صوفی بھی تھے اور فقیہ و مجاہد بھی) اوپر کی سطور میں ہم نے اہل بیت کے زیادہ تر عملی پہلو پر روشنی ڈالی ہے محض یہ ثابت کرنے کے لئے کہ رہبر قرآن اور اہل بیت کا آپس میں کس قدر گہرا تعلق ہے۔ طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ائمہ اہل بیت کی قرآنی سیرت کے دوسرے گوشے بھی پیش کر دیئے جاتے تاہم اس مختصر سے بھی یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ قرآن سمجھنے اور پھر قرآن پر چلنے کی جو توفیق رب کریم سے آل رسول ﷺ کے حصے میں آئی ہے، کم دوسروں کو ملی ہے۔

درج ذیل سطور میں دو چار ایسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ سادات کرام علیہم الرضوان کی عدل و تقویٰ، تصرف اور تدبیر نے تاریخ اسلام اور تاریخ انسان پر کیا نقوش چھوڑے اور حالات کا رخ کس طرح پھیر ہے۔

تبلیغی جنگیں اور فیضانِ غوث رضی اللہ عنہ: کون نہیں

[illegible] بیت المقدس [illegible] [illegible] حکومت کی [illegible] صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کے دور میں ہوئی جس نے رجب ۵۸۳ھ میں دوبارہ [illegible] بیت المقدس [illegible] [illegible] میں لشکر بھیجے [illegible] ایک مختصری سپاہ کے ساتھ [illegible] [illegible] صلاح الدین ایوبی [illegible]

موجودہ اسلام کے تحفظ کا عظیم فریضہ صلاح الدین ایوبی کے [illegible] [illegible] کامیاب [illegible] تھی

[illegible] حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ [illegible] [illegible] تشریف لے [illegible] پادری نے سامنے آکر مردہ زندہ کرنے کا مطالبہ کیا تو حضور نے اس کی نشاندہی [illegible] قبر [illegible] [illegible] مسلمان ہوئے [illegible] صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ بھی تھے۔ [illegible] غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں [illegible] [illegible] چنانچہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] عظیم [illegible] شخصیت ہوگا [illegible] فتح [illegible] فرمائے گا۔ [illegible]

[illegible] تبلیغی سفر میں لاکھوں کو اسلام سے مشرف فرمانا اور پھر صلاح الدین ایوبی جیسے [illegible] کا عظیم [illegible] حضور [illegible] زندہ کرنے والے) رضی اللہ عنہ کی نظر کیمیا اثر کا کرشمہ نہیں تو کیا ہے۔ یہی کیا، حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کا فرمان [illegible] کہ [illegible] مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور تک جس کو بھی فیض ملے گا وہ دراصل بارگاہ شہنشاہ بغداد سے ہوگا۔ غرض کیا مجدد ملت حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے۔

کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
نہیں کس چاند کی منزل میں ترا جلوہ نور
نہیں کس آئنہ کے گھر میں اجالا تیرا
راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا
مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

شہنشاہ نقشبند: [illegible] نقشبندیہ جو سیدنا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مطابق تمام سلاسل طریقت سے اقرب و اصدق اور [illegible] خواجہ خواجگاں حضرت بہاؤالدین یعنی شہنشاہ نقشبند رضی اللہ عنہ سے [illegible] چہ سلسلہ طریقت کے اعتبار سے آپ کلیم ہوں [illegible] اصحاب سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسلک ہیں۔)

حضرت شہنشاہ نقشبند علیہ الرحمہ نے روحانیات ہی میں انقلاب پیدا نہیں کیا بلکہ سیاسیات پر بھی گہرے اثرات مرتب کئے۔ [illegible] تیموریہ ایک مدت تک آپ کا ممنون فیض رہا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمہ جنہوں نے بہت سے سلاطین و امرا کو سیدھی راہ دکھائی آپ ہی کے سلسلے سے وابستہ تھے

حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو نقشبند کہنے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت سے ایک سو ستاون ۱۵۷ سال پہلے سیدنا حضور غوث اعظم علیہ الرضوان کی توجہ آپ کے شامل حال ہوئی اور یوں اسم [illegible] کا نقش آپ [illegible] ثبت ہوگیا۔ (رسائل نقشبندیہ بحوالہ خوارق الاحباب)

برعظیم میں سادات کی تبلیغ اسلام:

لاہور پنجاب کا دل ہے اور برعظیم کے عظیم ترین شہروں اور تہذیبی مرکزوں میں شامل ہے۔ [illegible] [illegible] سے بھی اچھے پاک ہندوستان [illegible] کہتے ہیں یہاں (لاہور میں) سب سے پہلے تبلیغ اسلام کے [illegible] شیخ اسمٰعیل علیہ الرحمہ)

کے پہلے مبلغ [illegible] تحقیق کے مطابق آپ [illegible] سب سے [illegible] میں سے
تھے [illegible] اور [illegible] میں ہی شاگرد رہے تھے [illegible]
[illegible] پہلے مبلغ اسلام تھے جو ۳۹۵ھ مطابق ۱۰۰۵ء [illegible]
[illegible] ہوئے [illegible] تبلیغ میں مصروف ہوئے [illegible]
[illegible] شریف ہوئے تھے [illegible]
تھی۔ کہتے ہیں کہ [illegible] ایک [illegible] کے ملاحظہ میں آتا تھا [illegible]
[illegible] (حضرت [illegible]) نے
[illegible] نے تاریخ [illegible] آپ کے [illegible]
میں تھی تاثیر تھی کہ [illegible] مسلمان ہوئے۔

اس کے بعد مبلغ [illegible] سب سے زیادہ مشہور [illegible]
"صبح حضرت سید علی بن عثمان ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ
اللہ علیہ [illegible] سب سے پہلے سلطان غزنوی کی طرف سے پنجاب کا
نائب [illegible] (ہندو) مسلمان ہوا [illegible] آپ [illegible]
[illegible] حضرت اقبال فرماتے ہیں۔

سید ہجویر مخدوم امم
مرقد او پیر سنجر را حرم
بندہائے کوہسار آساں گسیخت
در زمین ہند تخم سجدہ ریخت
عہد فاروق از جمالش تازہ شد
حق ز حرف او بلند آوازہ شد
پاسبان عزت ام الکتاب
از نگاہش خانۂ باطل خراب
خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت
عاشق و ہم قاصد طیار عشق
از جبینش آشکار اسرار عشق

پاک و ہند کے مشہور حضرت مجدد الف ثانی نے لاہور کو قطب
ارشاد فرمایا ہے [illegible] قطب اقطاب (داتا صاحب علیہ الرحمۃ) کا صدقہ
ہے۔

سو چونکہ لاہور میں اسلام کے سب سے پہلے مبلغ بھی سید اور سب سے بڑے
مبلغ (حضرت گنج بخش) بھی سید علیہم الرضوان۔

ان کے بعد سب سے زیادہ قابل ذکر مبلغ اسلام سلطان الہند
غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ [illegible] آپ سجستان
کے رہنے والے تھے اور سیدنا عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید۔ آپ
نے [illegible] آپ پیر و مرشد [illegible] خدمت کی۔ حج کے [illegible]
سفر میں [illegible] مدینہ طیبہ میں شہنشاہ دو عالم ﷺ کے دربار
میں حاضر ہوئے تو ارشاد عالی ہوا۔

"اے معین الدین تو میرے دین کا معین
(مددگار) ہے۔ میں نے ولایت ہند تجھے عطا کی۔ وہاں کفر و ظلمت
پھیلی ہوئی ہے۔ تو اجمیر جا۔ تیرے وجود سے ظلمت کفر دور ہوگی اور
اسلام رونق پذیر ہوگا۔"

یہ بشارت یقیناً مسرت انگیز تھی مگر آپ اجمیر اور اس کے محل وقوع
سے بے خبر تھے۔ تو گویا حضرت رسول کریم ﷺ نے سب کچھ بتا
دیا۔ ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تو مختلف علاقوں میں تبلیغ کرتے ہوئے
اور مختلف بزرگان دین سے ملتے ہوئے لاہور پہنچے۔ یہاں حضرت داتا گنج
بخش علیہ الرحمۃ کے دربار میں چلہ کرنے کے بعد یہ تاریخی شعر کہا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

لاہور سے دہلی پہنچے تو ہزاروں [illegible] حلقہ بگوش اسلام کیا۔ دہلی سے اجمیر
تشریف [illegible] ہندو قبائل کو نور ایمان سے منور فرمایا۔ اجمیر
شریف [illegible] آپ کی برکت سے [illegible] گیا۔ آخر طویل [illegible]
[illegible] ۶۳۳ھ کو [illegible] وصال فرمایا۔ اس وقت پیشانی مبارک
پر یہ جملہ روشن تھا۔

هذا حبيب الله مات في حب الله (یہ اللہ کا حبیب ہے اور اللہ کی محبت
میں وصال فرما رہا ہے۔) اس رات حضور ﷺ نے چند بزرگان دین سے خواب
میں فرمایا [illegible] معین الدین [illegible] وفات پائی [illegible]
کے منتظر [illegible] آئے ہیں۔ ([illegible] الاولیاء)

ہمارے حضرت خواجہ والد کی طرف سے حسینی اور والدہ کی طرف
سے حسنی سید تھے۔ آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء نے سارے ہندوستان [illegible]
تبلیغی مساعی کی بدولت [illegible] نور اسلام کا [illegible] پورے ملک کے دور دراز
گوشوں تک پہنچ گیا۔ چنانچہ صدیوں تک برصغیر میں آپ کا فیض جاری رہا
اور مشرب چشتیہ خاندان کے [illegible] پیاس بجھاتے رہے۔

☆…☆…☆

(جاری ہے)

رفع یدین کا تکرار منع

[redacted]

شہادت دی ہے۔ ﴿قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون﴾ (المؤمنون ۲)

[illegible] مشہور صحابی [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] ﴿خاشعون﴾ [illegible]

[illegible] ولا شمالا ولا یرفعو یدیہ فی الصلوٰۃ

[illegible] (۲۰۲)

[illegible] حضور [illegible]

[illegible]

[illegible] رفع یدین [illegible]

[illegible] جو پہلے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہوتا تھا جیسے

[illegible] ۲۵۰

[illegible] کا

[illegible] (۳۲) پہلے [illegible] تھا پھر

[illegible] پہلے [illegible]

[illegible] پہلے [illegible] پھر

[illegible] جو پہلے کئے ہوتے تھے پھر

[illegible] حدیث

میں آج بھی بطور ریکارڈ وہ تمام منسوخ حدیثیں بھی موجود ہیں، ورنہ ہیں کہ

ترتیب ناسخ و منسوخ کے مطابق کرنا جائے تو پھر وہ سب بالکل بات صحیح ہو جائے

[illegible] کوئی بھی صاحب علم مسلمان اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی

[illegible] میں ہر تکبیر اور ہر اٹھتے بیٹھتے وقت رفع یدین ہوتا تھا۔ کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی کل تکبیرۃ من

الصلوٰۃ (مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۰، طحاوی جلد ۱ ص ۲۹۳، ۲۹۲، ابوداؤد

جلد ۱ ص ۲۵۹، [illegible] جلد ۱ ص ۹۳، [illegible] ص ۱۲۸، بیہقی جلد ۲ ص ۷۳، ابن ابی

شیبہ جلد ۱ ص ۲۳۴، [illegible] جلد ۱ ص ۲۳، [illegible] ص ۹۰ وغیرہ)

[illegible] دارقطنی جلد ۱ ص ۲۸۹، موطا امام محمد ص ۱۳۳ وغیرہ پر بھی ہے۔

[illegible] وقت جناب رسول اللہ ﷺ سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ

سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین فرماتے تھے۔ (جزء رفع یدین بخاری ص ۹، ۱۰،

۳۰، ۲۴ [illegible] جلد ۱ ص ۵، ۸، ۹، [illegible] جلد ۱ ص ۲۲، نسائی جلد ۱ ص ۲۵،

[illegible] جلد ۲ ص ۷۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۳۵،

[illegible] نمبر ۸ ص ۹۶، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۰۲ وغیرہ)

پھر آپ نے سجدوں میں بھی رفع یدین چھوڑ دیا۔ ولا یفعل

ذلک فی السجود (بخاری ص ۳۲۸، بخاری ص ۱۰۲، مسلم جلد ۱ ص ۱۶۸

وغیرہ) اور تکبیر تحریمہ، رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، اور

تیسری رکعت میں اٹھتے وقت باقی رہ گئیں (بخاری ص ۳۲۸)

[illegible] حدیث عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ کان

يرفع يديه اذا كبر [illegible] حذو منكبيه [illegible]

اذا رفع راسه من الركوع [illegible]

[illegible] رفع يدين [illegible] وغيره)

پھر آپ نے تیسری رکعت میں [illegible] رفع یدین [illegible]

ترک کر دیا اور تکبیر تحریمہ کے وقت [illegible] کے وقت

کا رفع یدین باقی رہ گیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله ﷺ كان

يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلوٰة واذا كبر للركوع واذا

رفع راسه من الركوع رفعهما كذالك ايضاً (بخاری ص ۱۰۲ [illegible]

رفع یدین ص [illegible] وغیرہ)

پھر جناب عبداللہ بن عمر ہی نے یوں فرمایا ہے کہ ان رسول

الله ﷺ كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه حذو منكبيه واذا

رفع راسه من الركوع رفعهما كذالك ايضاً (جزء رفع یدین بخاری

ص ۱۹ وغیرہ) جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تھے تو رفع

یدین فرماتے تھے اور جب رکوع (۲) سے سر اٹھاتے تو رفع یدین فرماتے

تھے۔ پھر آپ نے نماز کا تمام رفع یدین ختم کر دیا اور صرف ابتدائے نماز میں

تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین معمول بنا لیا۔

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی یوں فرماتے ہیں روایت

رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه حتى يحاذي بهما

[illegible] حذو منكبيه واذا [illegible] الركوع وبعد ما يرفع

راسه من الركوع لا يرفعهما [illegible] ص ۹۰ مسند حمیدی

[illegible] ص [illegible] الکبریٰ [illegible] ص ۲۹ [illegible]

[illegible] ص ۳۰۲ وغیرہ) یعنی میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ

صرف نماز شروع فرماتے وقت ہی رفع یدین فرماتے تھے [illegible] بھی

رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ اسی لئے تو حضرت عبداللہ بن عمر خود رفع

یدین کرتے [illegible] ثبات رفع یدین کی روایت کے [illegible]

[illegible] تکبیر [illegible]

[illegible] صاحب حنفی [illegible] عمر رضی

[illegible] يرفع يديه الا في تكبيرة [illegible]

الصلوٰة (طحاوی نمبر ۱ ص ۱۵۵، مصنف ابن ابی شیبہ نمبر ۱ ص ۲۳۷ [illegible]

[illegible] ص ۲۵ [illegible] الآثار [illegible] ص ۳۲۸ [illegible] ص ۲۱۳ [illegible]

صحیح [illegible] ص ۲۰۹ [illegible] ص ۲، ۷۲ شرح [illegible]

ص ۱۶۶ [illegible] جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے [illegible] آپ

نے تکبیر تحریمہ کے [illegible] رفع یدین [illegible] محدث [illegible]

نے اس کی سند کو صحیح لکھا ہے۔ (جواہر النقی نمبر ۱ ص ۱۳۷) اسی لئے محدث شہیر

جناب احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں۔

فهذا ابن عمر قد رأى النبي ﷺ يرفع ثم قد ترك

هو الرفع بعد النبي ﷺ فلا يكون ذالك الا وقد ثبت عنده

نسخ ما قد رأى النبي ﷺ فعله وقامت الحجة عليه بذالك۔

(شرح معانی الآثار [illegible] ص ۲۲۵) [illegible] جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

جنہوں نے (ابتداء میں) جناب رسول اللہ ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے

[illegible] پھر جناب رسول ﷺ کے وصال شریف

[illegible] رفع یدین [illegible]

[illegible] رفع یدین [illegible]

[illegible] رفع یدین [illegible] رفع یدین [illegible]

نماز کے منسوخ ہونے پر ایک مضبوط دلیل ہے۔

محقق بالاتفاق جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ حکم

رفع منسوخ است وچوں ابن عمر کہ راوی حدیث رفع است دید کہ بعد

رسول خدا ﷺ [illegible] کردہ باشد کہ عمل رفع منسوخ است (شرح

[illegible] ص ۲۲) [illegible] رفع یدین کے مرکزی راوی کا جناب رسول ﷺ

کے وصال کے بعد خود رفع یدین ترک کر دینا رفع یدین کے منسوخ ہونے کو

[illegible] ابن مسعود رضی اللہ عنہ [illegible] تعلق [illegible]
[illegible] میں نے آپ سے پوچھا کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ
کی سنت [illegible] آپ [illegible] سنت کو چھوڑ [illegible]

[illegible] راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل [illegible]
روایت کے ضعف و مقدوح ہونے [illegible] حدیث کا ایک مسلمہ اصول ہے [illegible]
[illegible] روایت [illegible] منسوب ہونے [illegible]
الطبع ص ۲۶) [illegible] ناسخ و منسوخ [illegible] پھر جب [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] کے اصول کے مطابق
اس طرح [illegible] روایت [illegible] محدث [illegible] تحقیق کے مطابق
[illegible] رفع یدین کے اثبات میں صرف چھ احادیث صحیح ہیں [illegible]
[illegible] روایات کے متعلق بھی شدید اختلاف [illegible]
[illegible] حقیقت [illegible] حضرت
[illegible] پھر مطلوب [illegible] ایک روایت حضرت عبداللہ بن
[illegible] محدثین [illegible]
[illegible] ص ۸۰) حقیقت یہ ہے [illegible] حدیث کو چھوڑ
[illegible] روایت [illegible]
بہت زیادہ اضطراب ہے [illegible] آپ کی [illegible] روایت میں [illegible]
[illegible] آپ کو [illegible] وقت [illegible] آپ کی [illegible] رفع یدین [illegible] روایت
[illegible] رفع یدین [illegible]
تکبیر کے ساتھ ہوتا تھا [illegible] تکبیر تحریمہ [illegible]
[illegible] حدیث پر عمل [illegible]

[illegible] روایت [illegible] حضرت [illegible] پیش کرتے ہیں [illegible]
[illegible] سند میں [illegible] کذاب اور حدیثیں گھڑنے والا ہے [illegible]
عبدالرحمن بن قریش [illegible]
[illegible] سے حدیثیں گھڑنے والا ہے (میزان الاعتدال جلد ۲ ص [illegible]
[illegible] ص ۲۲۵ [illegible] محمد [illegible]

[illegible] سے حدیثیں گھڑتا ہے [illegible] منسوب کرتا ہے [illegible]
محدث [illegible] کذاب [illegible]
سے محدثین نے اس کی روایت [illegible] چھوڑ دیا) [illegible] عدی فرماتے ہیں
[illegible] (میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۹۶ [illegible]
[illegible] تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۲۸۹ حاشیہ نصب الرایہ جلد [illegible]
۳۰) اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ جس روایت کو ایسے کذاب، وضاع اور
[illegible] جواب [illegible] محدثین سے
[illegible] روایت کی [illegible] کی بیان کردہ
روایت کی کیا حیثیت ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی یوں فرماتے ہیں۔ [illegible] یرفع یدیہ
فی اول الصلوۃ ثم لا یعود (معتصر [illegible] نصب الرایہ [illegible]
۴۰۶) یعنی جناب رسول اللہ ﷺ [illegible] شروع فرماتے [illegible] رفع
یدین فرماتے تھے پھر آپ کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

[illegible] حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی [illegible] رفع یدین
نہیں فرماتے تھے۔ (طحاوی جلد ۱ ص ۱۵۵ [illegible] صحیح [illegible]
[illegible] ۲۷۳) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۳۶، بیہقی [illegible] ص ۴۰۹ [illegible]
[illegible] فرماتے ہیں [illegible] جوہر النقی جلد ۲ ص ۷۸
جناب رسول اللہ ﷺ کے [illegible] قریب [illegible] جناب علی
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا [illegible] رفع یدین ترک کر دینا بھی رفع یدین کے
منسوخ ہونے کی [illegible] ہے (طحاوی [illegible] ص ۲۲۵، جوہر النقی جلد ۲ ص
۷۹، آثار السنن ص ۱۰۴ وغیرہ)

[illegible] جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور جناب عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ [illegible] ابتداء نماز کے علاوہ پوری نماز میں کہیں
رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۳۶، جوہر النقی
جلد ۲ ص ۷۹، [illegible] سندہ صحیح جلیل، آثار السنن ص ۱۰۴، [illegible] اسنادہ صحیح، موطا
امام محمد ص ۹۲، طحاوی جلد ۱ ص ۲۲۵) [illegible] احادیث و آثار سے بالکل واضح
ہو گیا کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ [illegible] رفع یدین نہیں کیا جاتا۔

☆ ☆ ☆

تجلیات سیرت

ایک ایمان افروز واقعہ: ابن ہشام [illegible] روایت نقل کرتے ہیں کہ جب حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ کو لے کر مکہ کی طرف [illegible] تو مکہ کے قریب حضور ﷺ پیچھے رہ گئے اور وہ پہاڑوں میں گم ہو گئے۔ حلیمہ نے بہت تلاش کیا مگر حضور ﷺ کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ وہ گھبرا کر حضرت عبدالمطلب کے پاس پہنچیں اور ماجرا کہہ سنایا۔ یہ وہ وقت تھا کہ حضرت عبدالمطلب کعبہ میں بیٹھے تھے۔ بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود مکہ کی پہاڑیوں میں ادھر ادھر حضور ﷺ کو تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہ چل سکا۔ جب [illegible] سے ناامید ہو گئے تو [illegible] کی طرف متوجہ ہوئے۔ بیت اللہ میں آ کر جو [illegible] سے لپٹ کر [illegible] بارگاہ الٰہی میں آہ و زاری کی اور یوں عرض کیا:

(اے میرے پروردگار! میرے لخت جگر محمد ﷺ کو مجھے [illegible] میری مدد فرما اور اسے [illegible] سے محفوظ رکھ)

حضرت عبدالمطلب یہ دعا کر ہی رہے تھے کہ ابوجہل آپ ﷺ کو [illegible] عبدالمطلب کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ میں نے ایک عجیب بات تمہارے اس بیٹے سے متعلق دیکھی ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا کیا؟ کہنے لگا۔ میں ادھر سے گزر رہا تھا کہ دیکھا کہ میں نے اپنی اونٹنی پر اسے [illegible] پیچھے سوار کیا [illegible] اونٹنی وہیں بیٹھ گئی [illegible] میں نے بھی [illegible] ایسے موقع پر لوگ معلوم کیا کرتے ہیں؟ تو مجھے [illegible] کی کہ جب میں نے بچے کو اپنے آگے سوار کیا تو اونٹنی کھڑی ہو گئی گویا اونٹنی زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ احمق! یہ بچہ تو تمام [illegible] کا امام ہے تو [illegible] مقتدی کے پیچھے کیسے سوار ہو سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک روایت کے مطابق اللہ نے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت اور حفاظت ان کے دشمن سے کرائی تھی اسی طرح آپ ﷺ کی حفاظت اور آپ ﷺ کا بچہ والد کے پاس واپس کیا جانا بھی آپ ﷺ کے دشمن کے ہاتھوں سے کرایا گیا۔

(تفسیر [illegible] سیرت حلبیہ [illegible])

ابوجہل اور شیخ نجد: قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے ہیں اور [illegible] مسلمان [illegible] پہنچ [illegible] ہجرت کر کے وہاں جا رہے ہیں [illegible] کہ آپ ﷺ بھی وہاں چلے جائیں گے اور اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوں اس لئے تمام قبائل کے سردار دارالندوہ [illegible] ربیعہ۔ ابوسفیان۔ طعیمہ بن عدی۔ جبیر بن مطعم۔ نضر بن حارث۔ ابو البختری بن ہشام۔ زمعہ بن اسود۔ ابوجہل۔ نبیہ و منبہ پسران [illegible] اور امیہ بن خلف وغیرہ دارالندوہ میں مشورہ کے لئے جمع ہوئے ابلیس لعین بھی [illegible] شیخ [illegible] کی صورت بنا کر دروازہ پر آ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے پوچھا [illegible] کون ہو؟ کہا میں نجد کا رہنے والا ایک شیخ ہوں۔ میں نے [illegible] سنا کہ آپ لوگ [illegible] جمع ہوئے ہیں اس لئے میں بھی [illegible] تاکہ [illegible] دیکھوں کہ کیا کہتے ہو۔ مجھ سے [illegible] مشورہ [illegible] ہو گا۔ [illegible] آنحضرت ﷺ کا معاملہ پیش [illegible] [illegible] اپنی اپنی رائے پیش کی [illegible] نے [illegible] کہ وہ خود ہلاک ہو جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا یہ رائے ٹھیک نہیں [illegible] قید میں [illegible] ان کے [illegible] ان کو چھڑا لیں گے۔ دوسرا بولا کہ اس کو شہر سے نکال [illegible] جہاں چاہے چلا جائے [illegible] کا۔ شیخ نجدی نے [illegible] بھی [illegible] نہیں جانتے ان کا کلام کیسا شیریں [illegible] سے تم [illegible] تمہارے دشمن ان کی قسم میں [illegible] اور پھر ان کے ساتھ تم پر حملہ کریں گے۔ [illegible] ذہن میں [illegible] ہے۔ جواب تک کسی کی سمجھ میں نہیں آئی۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ ابوجہل نے کہا۔ وہ یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک عالی قدر [illegible] جوان [illegible] اور جو جوان کے ہاتھ میں ایک ایک تیز تلوار دے دی جائے اور سب مل کر ایک ساتھ اس طرح حملہ کریں [illegible] ہو گا [illegible] تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتی اس لئے وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے۔ اور ہم آسانی سے خون بہا دے دیں گے "یہ سن کر شیخ نجدی بولا [illegible] بات درست ہے اس کے سوا کوئی اور رائے نہیں سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور مجلس برخاست ہو گئی قرآن کی [illegible] آیت میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ (سیرت رسول عربی)

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ
یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ

[illegible]

تجھ جیسی مدد [illegible] شہید [illegible]

[illegible]

غزوہ بدر کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جوش وخروش

[illegible]

[illegible] کی خدمت میں حضرت جبرئیل [illegible]

[illegible] مشورہ دیں [illegible]

[illegible] (گروہ قریش) مسلمان چونکہ محض قافلہ کے قصد سے نکلے تھے۔ تعداد بھی کم تھی۔ اور سامان جنگ بھی کافی نہ تھا [illegible]

ایک فریق اس حالت میں لڑائی سے ہچکچاتا تھا۔ [illegible]

[illegible] خوش ہوئے [illegible] ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [illegible]

تقریر کی [illegible] پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی [illegible]

پھر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو کھڑے ہوئے اور بولے کہ "یا رسول [illegible]

[illegible]

هب انت وربک فقاتلا [illegible]

[illegible] حضور [illegible] خوش ہوئے [illegible] حضرت مقداد [illegible]

[illegible]

[illegible] آپ کی حمایت [illegible]

[illegible]

[illegible] ہمارے ساتھ اس سمندر کو عبور کرنا چاہیں اور اس میں کود پڑیں تو بے شک ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ اس میں کود پڑیں گے۔ اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے [illegible]

[illegible] قریش [illegible]

(سیرت رسول [illegible])

مسجد ضرار۔ منافق ہمیشہ اس [illegible] کے درپے تھے [illegible] کسی طرح مسلمانوں میں پھوٹ [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] جب [illegible] بھاگ گئے تو وہ شام میں [illegible] قیصر روم کے پاس جاتا ہوں اور [illegible]

[illegible] ایک مسجد بنائی [illegible] رسول ﷺ کی خدمت میں [illegible] اور معذوروں [illegible]

[illegible] چنانچہ جب آپ ﷺ تبوک سے [illegible]

ترجمہ: [illegible] ایک مسجد بنائی [illegible] مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے [illegible]

[illegible] اللہ گواہ ہے کہ [illegible] مسجد [illegible] پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے اس بات کی [illegible] زیادہ مستحق ہے کہ آپ [illegible] اور اللہ پاک [illegible] دوست رکھتا ہے۔

پس آنحضرت ﷺ نے حضرت مالک بن دخشم اور معن بن عدی عجلانی کو حکم دیا کہ [illegible] اس مسجد ضرار کو گرا دو اور جلا دو۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔

(تفسیر در منثور اور وفا الوفا)

حضور نقش لاثانی قدس سرہ

محمد ضیاء الحق نقشبندی

۲۸ جولائی ۱۹۸۹ء [illegible] علی پور سیداں سے [illegible]
[illegible] تھے [illegible]
چہرہ اداس تھا۔ [illegible] کلمہ طیبہ کا ورد کر رہی تھیں، فضائیں تلاوت قرآن سے معمور تھیں اور راستے پھولوں کی پتیوں [illegible] تھے۔ [illegible]
ہجوم میں [illegible]
[illegible] تھے [illegible]
جاتے تھے۔ قومی اخبارات کی رپورٹوں کے مطابق نارووال اور سیالکوٹ کی تاریخ میں اس جنازے [illegible] کہ پورے ملک میں ایسے پرہجوم جنازے شاذ ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔

پیران طریقت اور وارثان ولایت کی سرزمین علی پور سیداں سے [illegible] حضرت [illegible] پیر سید [illegible] شاہ صاحب کا نقش ثانی قدس سرہ [illegible] پے حالت [illegible] تھے اور [illegible] لاکھوں مریدوں [illegible] کے خاندانوں کو سوگوار چھوڑ گئے تھے۔ ان پر کافی عرصے سے صوت اور استغراق کا غلبہ تھا۔ اگرچہ انہوں نے حالت مرض میں بھی [illegible] منقطع نہیں کیا تھا [illegible] صاحب فراش ہی رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ بعض امراض اختیار سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور [illegible] ڈاکٹر اور حکیم انہیں سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

حضور نقش لاثانی قدس سرہ برصغیر پاک و ہند کی ممتاز روحانی شخصیت، قیوم دورانی شہباز لامکانی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی قدس سرہ کے پوتے اور ان کے منجھلے بیٹے سید خادم حسین شاہ صاحب کے فرزند تھے۔ بچپن ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا اور تربیت کی ساری [illegible] جد امجد پر آن پڑی تھی۔ [illegible] علی حسین [illegible] بیعت [illegible] سے

ساتھ خصوصی تعلق [illegible] محبت کا مظہر تھا

حضور شہنشاہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] آپ پیر و مقدس کی تربیت [illegible] میں آپ جد امجد کی تربیت کا شاہکار [illegible] کے [illegible] گئے۔ [illegible]
[illegible] کا شوق [illegible]
[illegible] قرآن [illegible] حضور نقش ثانی قدس سرہ [illegible] علی پور سیداں سے حاصل کی [illegible] تعلیم [illegible] حفظ قرآن [illegible] شریف کے [illegible] شریف کے تمام انتظامی امور [illegible] نگرانی میں [illegible] گئے۔ حضرت [illegible] سے پہلے خصوصی [illegible] اجلاس سے [illegible] اور ان الفاظ سے تحریر لکھی [illegible]
[illegible] علی حسین [illegible] سے بیعت ہو جاؤ [illegible] بیعت ہوا [illegible] ۲۲ سال کی عمر میں [illegible] شریف کے [illegible] متعدد [illegible] مشائخ [illegible] کی موجودگی میں [illegible] دستار بندی ہوئی [illegible] حضور شہنشاہ [illegible] قدس سرہ کے [illegible] تعداد [illegible] آپ کے [illegible] میں ہوا۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف و معرفت کی دنیا میں [illegible] بلند مقام حاصل ہے [illegible] مشائخ [illegible] اور علماء [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضور نقش لاثانی قدس سرہ نے برصغیر پاک و ہند کے [illegible] تمام

[illegible] ایک پہاڑ ان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی [illegible] حضرت نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں سلام نیاز پیش کرکے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت خواجہ سلیم چشتی کے آستانے پر حاضر ہوئے علاوہ ازیں [illegible] چشتی [illegible] اور حضرت سلطان باہو کے دربار میں بھی بہت سی حاضریں [illegible]

حضور نقش لاثانی قدس سرہ [illegible]

[illegible] معروف [illegible] ہوگئے

حضور نقش لاثانی قدس سرہ [illegible] کشمیر میں بھی [illegible]

[illegible]

دوسرے شخص [illegible] نقل کر کے کشمیری ادا کی تھی۔

راوی لکھتا ہے کہ حضور نقش لاثانی قدس سرہ کو خوف و عبادت کے [illegible] میں بھی حسب [illegible] ہیبت طاری ہو جاتی اس طرح جس شخص کے دل میں بھی آپ کی محبت [illegible] ہوتی وہ بھی ذکر و فکر سے سرشار ہو جاتا۔ بقول [illegible] وہ لوگ [illegible] تکبر و غرور کو پسند نہیں [illegible] بہت [illegible] تھے [illegible] ایک مرید کے بقول "آپ نے [illegible] تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ بسم اللہ شریف [illegible] ایک خاص خصوصیت یہ تھی کہ خدا کے بندوں سے محبت [illegible] شریک ہوتے تھے [illegible] بہت [illegible] تھے [illegible]

[illegible] اپنے اوپر [illegible] ہمت سے بڑے بڑے کام [illegible] استقلال سے بڑے بڑے کام کر لیتا ہے۔

[illegible] بھی مہربان تھے۔ [illegible] دربار شریف سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ [illegible] پھر [illegible] جانوروں پر رحم کھا [illegible] چند روز بعد انہوں نے جانوروں کے نہانے اور پانی پینے کے لئے ایک حوض تیار کیا جس سے بچے اور [illegible] بجھاتے تھے اور اس میں نہاتے تھے۔ حوض تیار ہو گیا تو [illegible] جانور یہاں پانی پی سکتے ہیں اور انہیں [illegible]

حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے مزید فرمودات:

[illegible]

☆ عبادت [illegible] سب سے [illegible] ہے۔
☆ تہجد [illegible] سے پہلے پڑھے۔
☆ اللہ تعالیٰ کی رضا [illegible] شکر [illegible]۔
☆ خاموشی میں اللہ اللہ [illegible] تاثیر ہوتی ہے۔
☆ [illegible] میں تامل نہ [illegible]۔
☆ نبی کریم ﷺ کی محبت [illegible] پیدا کرتی ہے۔
☆ اہل بیت [illegible] اللہ علیہم کی محبت ایمان کامل [illegible] ہے۔
☆ [illegible] کی محبت [illegible] سے بچاتی ہے
☆ عیب جوئی اور پردہ دری سے بچو، عیب پوشی اور حسن ظن اختیار کرو۔
☆ خدمت [illegible] سے [illegible] میں پیش نظر رہو۔
☆ خلوص اور بے ریا تھوڑا عمل بھی بہتر ہے۔
☆ تلاوت قرآن مجید اور دینی کتابوں کا مطالعہ [illegible] کرتے ہے۔
☆..... نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔
☆ نماز پنجگانہ کی پابندی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔
☆ اہل [illegible] محبت [illegible] محبت حق کی [illegible] ہے۔
☆ [illegible] مخصوص [illegible] کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوسکتا
☆ [illegible] کا [illegible] حقیقت میں [illegible] ہے۔
☆ علمائے کرام سے مسائل شرعیہ سیکھتے رہو۔

علمائے کرام اور اہم شخصیات کا حضور نقش لاثانی کے بارے میں اظہار خیال۔

☆ علامہ سید احمد شاہ کاظمی فرماتے ہیں۔
کہ [illegible] حضور [illegible] شاہ [illegible] علیہ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی البتہ آپ کے نبیرہ قبلہ پیر سید علی حسین شاہ صاحب سے شرف ملاقات [illegible] ہوئی [illegible] زیارت کی حسن اخلاق میں یکتا ہیں اور زہد و عبادت میں کمال رکھتے ہیں۔

☆ علامہ محمود احمد رضوی فرماتے ہیں
کہ "جہاں تک حضرت لاثانی کی عظمت و استقامت کے بیان و اظہار کا تعلق ہے اس سلسلہ میں [illegible] ہے۔ آپ شریعت و طریقت کا مجمع البحرین اسلام کے مبلغ اعظم، اتباع کتاب و سنت کے پیکر جمیل اور صدق و صفا کے مجسمہ تھے۔ [illegible] گفتگو [illegible] مومن [illegible] میں [illegible] حق و باطل میں [illegible]۔ ایک طرف تبلیغی [illegible] میں مصروف دوسری جانب [illegible] باطل میں مستقر، خدمت خلق آپ کا شیوہ اور [illegible] وغیرہ عبادات آپ کی عادت اور تقویٰ کی شعار تھی اور یہی کیفیت [illegible] سجادہ نشین پیر سید علی حسین شاہ کی ہے۔

☆ علامہ محمد شاہ [illegible] فرماتے ہیں

[illegible] سید علی حسین شاہ [illegible]
ہیں اور آپ کی سوانح حیات کی عملی تفسیر ہیں، شاہ صاحب نے اپنی [illegible] سے [illegible] و حکمت [illegible] سے تمام [illegible] ارشاد و تبلیغ اسلامیہ [illegible] کی۔

☆ [illegible] کے [illegible] فرماتے ہیں
آپ [illegible] تھی۔
یوں تو [illegible] مگر مجھے حضور قبلہ عالم [illegible] کوئی نظر نہیں آتا۔
[illegible] مشاہدات [illegible] کہ آپ [illegible] کا مجسمہ [illegible] تھے

☆..... مولانا سعید احمد مجددی مرحوم فرماتے ہیں۔
حضرت قبلہ عالم کا اس دنیا سے تشریف لے جانا "آفتاب طریقت" کا غروب ہونا ہے۔ میرے جذبات یہ ہیں کہ پورے ملک میں [illegible] تھی۔ آپ [illegible] زندگی۔

☆ مولانا [illegible] (سابق [illegible]) فرماتے ہیں
[illegible] سید علی حسین شاہ [illegible] اور [illegible] تھے [illegible] عبادات [illegible] سے [illegible] مشکل ہے۔

☆ علامہ [illegible] بخش [illegible] قادری فرماتے ہیں
کہ "پیر سید علی حسین شاہ صاحب ہمارے بزرگوں کی نشانی تھے۔ [illegible] میں [illegible] تھے [illegible] کا مجسمہ تھے۔ [illegible] مظہر تھے [illegible] مشائخ [illegible] تھے۔ بہت سی خوبیوں اور کمالات کے جامع تھے۔ [illegible] شاہ لاثانی، نقش لاثانی پیر سید محمد [illegible] شاہ کو اللہ تعالیٰ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ پروفیسر خلیل سالک فرماتے ہیں،
[illegible] سجادہ نشینوں کا طریقہ نہیں اپنایا۔ مریدوں کی جیبیں ٹٹولنے کی بجائے خود وابستگان کی امداد کرتے رہے ایسی شخصیتوں کا وجود آج کے دور میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

☆..... علامہ فیض احمد اویسی فرماتے ہیں۔
[illegible] سب سے بڑے مصنف علامہ فیض احمد اویسی فرماتے ہیں [illegible] شہنشاہ [illegible] حضور نقش لاثانی قدس سرہ زہد و تقویٰ کے عظیم مقام پر فائز تھے حضور شاہ لاثانی نے انکی حسن تربیت سے [illegible] رنگ میں رنگ [illegible] ﷺ [illegible] تصرفات میں نقش لاثانی تھے

نوحہ

قادیانی سازشوں کا ایک رخ

[illegible]

[illegible]

[illegible] مجھے میرے [illegible] [illegible] ... میں [illegible] [illegible] تو میں گر جاتا ہوں اور میرے رونے کی [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مجھے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ خوشی سے [illegible] [illegible] [illegible] جب بھی بیمار ہو جاتا تو آپ شدید پریشان ہو جاتیں [illegible] آپ میرے سرہانے ساری ساری رات جاگتیں اور آیات قرآنی [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ... آپ نے مجھے کبھی بھی یتیمی کا احساس نہ ہونے دیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسکراہٹ [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ نے اپنے زیورات اور گھر کی قیمتی اشیاء بیچ کر [illegible] [illegible] اخراجات کا بندوبست کیا۔

[illegible] بیرون ملک میری تعلیم کا بندوبست ہونے کے بعد مسئلہ درپیش تھا کہ میرے چلے جانے کے بعد آپ پاکستان میں کس کے پاس رہیں گی۔ کسی رشتہ دار کے پاس رہنا آپ کی غیور طبیعت کو گوارہ نہ تھا اور میرے ساتھ [illegible] [illegible] ہم دونوں کی مسئلے کے حل [illegible]

[illegible]

پہلی جماعت سے بی اے تک میرا کلاس فیلو اور جگری یار تھا اس کا اور اس کے

[illegible]

کرائے کے مکان میں رہتے تھے آپ نے کہا تھا کہ ہمارے پاس تھی

[illegible]

... اور میں اس صورت حال سے سخت خوش تھا ...

[illegible]

... تک یا ڈھائی سال آپ کی اور میری خط و کتابت جاری رہی۔ امریکہ سے

ایم بی اے کرنے کے بعد جب میں نے آپ کو اپنی کامیابی کی نوید سناتے

[illegible]

جواباً انتہائی مسرت انگیز خط لکھا تھا کہ بیٹا میں تمہارے متعلق ...

[illegible]

کے متعلق پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ اس سے سوال کا جواب گھر جا کر دے

[illegible]

کسی دوست کو کہیں بتایا کہ تم قادیانی ہو۔

اگر بتا دیں تو تم میل جول کر سکتے رہیں؟ تمہیں بچے جال میں

[illegible]

... محمود مجھے پکڑ کر باہر لے گیا۔ محمود ان میں سے ...

[illegible]

تمہارے مرتد ہو جانے کے بعد تم نے گھر والوں سے
تمہاری والدہ کی جو خدمت کی۔ کہیں کی بھی نہ تھا۔ کھانے پینے کا
وقت پر کسی چیز کا پوچھنا تو دور تھا۔ میری بہن تمہاری والدہ کے کپڑے
دھوتیں، سر میں تیل ڈال کر مالش کرتیں۔ رات دیر دیر سونے سے قبل پاؤں دبا
تی تھی۔ اس طرح کی خدمت کر کے ہمارے گھر والوں نے تمہاری والدہ کو
اپنے حلق کے شیشے میں اتار لیا اور پھر آہستہ آہستہ انہیں قادیانیت کی تبلیغ
شروع کر دی۔ ان پڑھ ہونے کے ناطے وہ سمجھتی تھیں کہ قادیانی بھی مسلمانوں
کا ایک طبقہ ہیں۔ جس طرح مختلف مسالک کے آپس میں اختلافات ہیں
ایسے ہی اختلافات دوسرے مسالک اور قادیانیوں کے مابین ہیں۔ پھر انہیں
یہ بتایا گیا کہ تمہارا بیٹا سلیم بھی قادیانی ہو چکا۔ اور ہمارے گھر والوں نے
تمہاری والدہ کو تمہاری طرف سے تمہارا خط دکھایا۔ جس میں تم نے لکھا تھا کہ تم قادیانی ہو
چکے ہو اور تم نے اپنی والدہ کو کہا تھا کہ قادیانی ہی سب سے بہتر مسلمان ہیں۔
اس خط میں تم نے اپنی والدہ کو تاکید کی تھی کہ وہ بھی فوراً قادیانی ہو جائیں۔
جب امریکہ سے تمہارا خط آتا تو ہمارے گھر والے تمہاری والدہ کو
اپنی مرضی کا فرضی خط سنا دیتے اور تمہیں تمہاری والدہ کی خیریت کا خط لکھ دیتے
تھے۔ تمہیں تمہاری والدہ کے جتنے بھی خطوط ملے، وہ جعلی تھے۔ ایک سال کی
تبلیغ کے بعد تمہاری والدہ قادیانی ہو گئیں۔ ان کے قادیانی ہونے پر ہمارے
گھر والوں نے انہیں پھر تمہارا جعلی خط سنایا۔ جس میں تم نے اپنی ماں کو قادیانی
ہونے پر مبارکباد دی تھی۔ اور اسے اللہ کا بہت بڑا انعام لکھا
تھا۔ خط پڑھ کر تمہاری والدہ بے حد خوش ہوئی تھیں۔ پھر تمہاری والدہ دو چار
قادیانی تقریبات میں آنے جانے لگیں۔ وہ کئی مرتبہ ربوہ بھی گئیں اور پھر
انہوں نے باقاعدہ بیعت بھی کر لی۔ بیعت فارم پر انگوٹھا لگا دیا۔ پھر ہمارے
گھر والوں نے دھوکا دہی سے آپ کی والدہ سے اشٹام پیپر پر انگوٹھے لگوا کر
آپ کا مکان اپنے نام منتقل کروا لیا۔ چھ ماہ قبل جب تمہاری والدہ کا انتقال ہوا
تو ہمارے گھر والوں نے نہایت رازداری سے رات کے وقت لاش ربوہ
لے جا کر عام قبرستان میں دفن کر دی۔

اب جاوید محمود نے مجھے ربوہ میں قبرستان کا پتہ بتایا اور آپ
کی قبر کی نشانی بتائی۔ میں اسی وقت وہاں سے بس میں سوار ہو کر ربوہ پہنچا
ہوں اور اب میں آپ کی قبر پر آپ کے قدموں میں کھڑا ہوں۔ میں آپ کی
قبر کو عبرتناک اور نمناک آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

ماں جی میں آپ کا بیٹا سلیم آیا ہوں جس کے رونے کی آواز پر
آپ دوڑ کر آیا کرتی تھیں۔ آج وہ سلیم آپ کی قبر پر کھڑا رو
رہا ہے۔ ماں جی آج سلیم کو چپ کرانے کے لیے قبر سے باہر آ جائیے۔
ورنہ سلیم آپ سے روٹھ جائے گا۔ ماں جی مجھے میرے جرم کا پوچھیے
مجھے سزا دیجیے۔ میں رو رو کر نڈھال ہو گیا ہوں۔

ماں جی مجھے بتائیے آپ کے ساتھ کیا بیتی؟ آپ کے
ساتھ کیا گزری۔

ماں جی آپ مرتد ہو گئیں۔ ہم برباد ہو گئے۔

ماں جی آج بہت بڑے ڈاکوؤں نے آپ سے آپ کا ایمان چھین لیا
قادیانی سانپوں نے آپ کو ڈس کر آپ کے چہرے کا ایمان نگل لیا ہے۔ ہائے
ماں جی آپ کافر اور مرتدہ ہو گئیں۔ آپ سے مرنے سے قبل ایمان لیا۔ ہائے
ماں جی آپ سیدھی جہنمی ہو گئیں۔ ہائے اب آپ کو کبھی بھی جہنم سے رہائی
نہیں ملے گی۔ ہائے آپ کی قبر دوزخ کا گڑھا بن گئی۔ ہائے آپ کی قبر
بچھوؤں اور سانپوں کا مسکن بن گئی۔ ماں جی اگر میں اپنے سارے آنسو
آپ کی قبر پر بہا دوں تو بھی آپ کی قبر ٹھنڈی نہیں ہو سکتی۔ اگر میں
شبنم سے کہوں کہ وہ اپنے سارے موتی آپ کی قبر پر نچھاور کر دے تو بھی
آپ کی قبر کی آگ بجھ نہ سکے گی۔ اگر میں بادلوں سے درخواست کروں
کہ وہ اپنے دامن میں سمٹی ہوئی ساری موسلا دھار بارشیں آپ کی قبر پر
برسا دیں۔ تو بھی آپ کے مرقد کی تپش میں فرق نہیں پڑے گا۔ اگر
میں دریاؤں سے التماس کروں کہ دنیا کے سارے دریا سمندر میں گرنے کی
بجائے آپ کی قبر میں گریں۔ تو بھی آپ کی آتش قبر پر کوئی اثر نہیں
ہو گا۔ اگر میں جنات سے التجا کروں کہ وہ بحر منجمد شمالی کی ساری برف لا کر آپ
کی قبر پر پہاڑ لگا دیں۔ تو بھی برف کا یہ پہاڑ آپ کی قبر میں ذرہ بھر ٹھنڈک نہ
پیدا کر سکے گا۔ کیونکہ یہ آگ اللہ تعالیٰ کی لگائی ہوئی ہے اور اسے اللہ کے سوا
کوئی نہیں بجھا سکتا۔ اور کافروں کو اللہ کبھی بھی آگ سے رہائی نہیں دیں
گے۔ ماں جی میں آپ کا مجرم ہوں۔ اس جہان میں بھی اگلے جہان
میں بھی۔ آپ کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا میری وجہ سے ہوا۔ میری دوستی کی وجہ
سے ہوا۔ ماں جی! یہ معاشرہ آپ کا مجرم ہے۔ جو قادیانیوں سے نفرت
نہیں کرتا۔ جو قادیانیوں کی حیلہ سازیوں پر کڑی نظر نہیں رکھتا۔ جو قادیانی
کو معلوم ہو جانے پر بھی قادیانی کو مسلم معاشرے سے باہر نہیں رکھتا۔ جو
قادیانی معلوم ہو جانے پر بھی قادیانی کو مسلم معاشرے سے باہر نہیں نکالتا
ماں یہ حکومت آپ کی مجرم ہے جو اس ملک میں مرتدوں اور زندیقوں کو
تہ تیغ نہیں کرتی۔ ماں جی وہ علماء آپ کے مجرم ہیں۔ جو منبر پر بیٹھ کر
مسلمانوں کو قادیانیوں کے عقائد و عزائم سے آگاہ نہیں کرتے۔ جو قادیانیت
کے کفر کو ننگا نہیں کرتے۔ جو مسیلمہ کے ان سانپوں کی سازشوں اور ریشہ
دوانیوں کو طشت از بام نہیں کرتے۔ جو مسلمانوں کے ایمانوں پر پہرہ نہیں
دیتے۔ ماں جی! کاش کوئی میری ایم۔ اے۔ کی ڈگری لے لے اور آپ کو جہنم
کے شعلوں سے بچا لے۔ کاش! کوئی مجھ سے میری تعلیم لے لے اور آپ کی
دوزخ سے رہائی دلا دے۔ کاش! کوئی مفت میں مجھے اپنا غلام بنا لے اور آپ
کو بچھوؤں اور سانپوں سے بچا لے۔ کاش! کوئی مجھ سے میری عمر بھر جوانی
کی زندگی لے لے اور آپ کو عذاب قبر سے بچا لے۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا
یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

خوشا مسجد و مکتب و خانقاہے، کہ در وے بود قیل و قال محمدﷺ

تعارف جامعہ انوار لاثانی محلہ نقش لاثانی نگر شکرگڑھ

بیاد عزیز

قیوم زمانی، شہباز لامکانی، حضور پیر (سید جماعت علی شاہ صاحب) شہنشاہ لاثانی

شہنشاہ ولایت، خزینۂ فیض و رحمت، حضور پیر (سید علی حسین شاہ صاحب) نقش لاثانی

عارف حقانی، عالم ربانی، حضور پیر (سید عابد حسین شاہ صاحب) نقشِ نقش لاثانی

قدست اسرارھم، علیہم الرحمۃ و الرضوان

علامہ سعید محمد عامر نقشبندی

پس منظر: قطب الاقطاب غوث الغیاث، فرد الافراد سید السادات شہنشاہ ولایت، حضرت سرچشمۂ برکت حضور نقش لاثانی قدس سرہ نے سالانہ عرس شہنشاہ لاثانی مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء کے موقع پر جامعہ انوار لاثانی کے نام سے ایک عظیم درسگاہ کے قیام کا اعلان کیا۔ پروگرام کے مطابق اس مرکزی درسگاہ کی شاخیں ملک بھر میں پھیلنی تھیں۔ چنانچہ آپ کے خلفاء متوسلین نے پیر و مرشد قدس سرہ کے اشارے پر اپنے اپنے علاقے میں اسی نام سے کئی ذیلی درسگاہیں قائم کیں مثلاً ماہر اسرار شریعت و طریقت زبدۃ الکلاملین حضرت حکیم محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بانی ذیرہ حکیماں پسرور نے اپنے علاقے میں یک ہی مہینے کے اندر اندر پانچ عدد ایسے مدارس کا اجرا کر دیا جو مرکزی جامعہ انوار لاثانی دربار لاثانی (علی پور سیداں شریف) کے ذیلی ادارے تھے اور جہاں حفظ و ناظرہ کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا۔

شکرگڑھ کی صورت حال۔ تحصیل شکرگڑھ جو پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل ہے لاثانی تاجداروں کے فیض سے جگمگا رہی ہے۔ یہاں کے باسی اکثر ... دیندار لوگ تھے۔ حضور شہنشاہ لاثانی قدس سرہ کی غریب پروری اور پھر حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی بندہ پروری نے ان پر سایۂ رحمت رکھا اور دربار پر قدوم میمنت لزوم سے اس علاقے کی قسمت کو چار چاند لگا دئے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا ... تحصیل کے ہر دل میں ... چشم ... سے انوار و برکات محسوس کر رہی ہے۔

کھینچتی ہے شوخیٔ نقش پاک

بھی اس راہ سے کوئی گیا ہے

یوں تو یہاں مختلف دیہات میں مسجدیں آباد تھیں اور ناظرہ کا نظام موجود تھا مگر حفظ کا خاطر خواہ اور باقاعدہ پروگرام روبہ عمل نہ آ سکا تھا۔ قیام پاکستان کے کئی سال بعد چند مدارس قائم ہوئے مگر وہ بھی اکثر حفظ تک محدود رہے۔ علاقے کی بعض شخصیتوں نے لاہور اور فیصل آباد جیسے شہروں میں علم حاصل کر کے بڑا نام پیدا کیا مگر وہ جہاں گئے تھے وہیں کے ہو رہے۔

شہنشاہ ولایت حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے پروردہ نظر حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کا تبادلہ ... اسلامیہ کالج سیالکوٹ سے گورنمنٹ کالج شکرگڑھ میں ہوا تو یہاں کی علمی اصلاح کچھ رفتار پکڑ گئی صدر شعبہ اردو ہونے کی حیثیت سے کالج کا ... کی ادارت میں ...

[illegible]

فرمائی۔

جامعہ کا قیام اور شعبہ حفظ و ناظرہ [illegible] حضور مفکر [illegible] [illegible]

[illegible] قرآن پاک بھی حفظ [illegible]

[illegible]

شعبہ درس نظامی [illegible]

[illegible] ۹۹ حفاظ [illegible] ۲۳ [illegible] درس نظامی [illegible] ۲۳ [illegible] ہیں۔

جامعہ انوار لاثانی برائے طالبات [illegible] ضروری ہے۔ اس کے لئے جامعہ انوار لاثانی برائے طالبات کا قیام [illegible] حضور سید المرسلین ﷺ [illegible] برکت و رحمت اور شہنشاہ ولایت حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی دعا و توجہ [illegible]

[illegible] طالبات [illegible] ہیں۔

شعبہ تجوید برائے طلبہ [illegible] رحمت ﷺ [illegible] شہنشاہ ولایت قدس سرہ کی دعا و توجہ سے شعبہ تجوید و قرأت [illegible] بھی حاصل کر رہی ہیں۔

[illegible] کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے [illegible]

عمارت [illegible] تعلیم حاصل کر رہے ہیں [illegible]

[illegible] حضور مفکر [illegible] پروفیسر محمد حسین [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ہوتا ہے۔

تربیت [illegible] نقشبندی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوتے ہیں۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔

خورد و نوش [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] غیر مقامی طلباء [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دیا جاتا ہے۔

آئندہ لائحہ عمل [illegible] بھی [illegible] [illegible] [illegible]

جامعہ نور [illegible]انی کی مجلس شوریٰ اور انتظامیہ کمیٹی

مجلس شوریٰ

[illegible] جناب [illegible] [illegible] صاحب ([illegible] [illegible] [illegible] [illegible])

نائب [illegible] جناب حاجی [illegible] [illegible] صاحب

ناظم [illegible] صوفی محمد صدیق [illegible] صاحب ([illegible] [illegible] [illegible] [illegible])

نائب ناظم [illegible] [illegible] نقشبندی صاحب ([illegible] [illegible])

اراکین

[illegible] [illegible] مصطفیٰ [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] محمد [illegible] محمد [illegible] [illegible] چوہدری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] نقشبندی صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] حسین [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] محمود صاحب [illegible] چوہدری [illegible] محمد صاحب۔ چوہدری [illegible] محمد [illegible] [illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible] [illegible] صاحب نعیم [illegible] صاحب [illegible] ایڈووکیٹ صاحب۔ محمد [illegible] علی [illegible] صاحب [illegible] سعید محمد [illegible] [illegible] [illegible] محمد [illegible] ([illegible]) نقشبندی صاحب۔ حاجی شوکت صاحب۔ صوفی نسیم صاحب۔

انتظامیہ کمیٹی

صدر چوہدری [illegible] صاحب ([illegible] [illegible] [illegible])

نائب صدر [illegible] [illegible] محمد صاحب ([illegible] [illegible] [illegible] [illegible])

ناظم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب ([illegible] [illegible] [illegible] [illegible])

نائب ناظم محمد [illegible] نقشبندی صاحب ([illegible] [illegible] [illegible])

خزانچی صوفی محمد آصف نقشبندی

اراکین

آپ کے خطوط

رئیس التحریر فخر اہلسنت حضرت علامہ قبلہ سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری قادری کا نوازش نامہ

بملاحظہ گرامی مدیر ماہنامہ ... محقق عاشق رسول پروفیسر محمد حسین آسی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

۲۵ مئی ۲۰۰۴ء

امید واثق ہے کہ آپ اپنے محبوب ﷺ کے طفیل رو بصحت ہوں گے اللہ کریم آپ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ طویل عرصہ بعد مجلہ "التحقیق" کی زیارت نصیب ہوئی ماشاء اللہ "میلاد نمبر" ہے سرورق پر گنبد خضری کی سوغات جاذب نظر اور ایمان افروز ہے۔ یوں تو اس میں تمام مقالات صوری و معنوی کمالات سے مثال نظر آتے ہیں۔ مگر یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔ لیکن "میلاد ... کے عنوان سے آپ نے جس انداز میں مختلف حوالہ جات کا ایک تجزیہ مختلف ... کر کے پر تبصرہ فرمایا ہے وہ نہایت دلچسپ اور متاثر کن ہے۔ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے ہر واقعہ پر ایک کیف و سرور آتا ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ ... آپ کی ... "آپ جتی ... کا کام ہوگا۔ خدا رقلم تھامیں اور ہمارے حوصلے بڑھائیں۔ امید واثق ہے کہ آئندہ "التحقیق" باقاعدگی سے نظر نواز ہوتا رہے گا۔ فقیر اپنی تمام کتابوں کا سیٹ بھی ہمراہ دے گا اور آپ کی نذر کرے گا۔ "التحقیق" کے تمام پرانے شمارے فقیر کے لیے جمع رکھیں کیونکہ ... لائبریری میں رکھنا ہے۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام گدائے کوئے مدینہ شریف (سید صابر حسین شاہ بخاری)

خبر نامہ (محمد سہیل انجم)

29 مئی 2004ء بروز ہفتہ ... بمقام ... زلزلہ زدہ ... تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت عالم باعمل شیخ طریقت حضور مظہر سلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب مدظلہ العالی سرپرست اعلیٰ ... سے ... کانفرنس میں ملک بھر سے علماء، دانشور، ... کرام اور ... پاکستان کے قائدین نے شرکت فرمائی۔ اسلام آباد، راولپنڈی، شیخوپورہ، ... کے علاوہ دیگر شہروں سے قافلے ... کی قیادت میں کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے۔ کانفرنس کی قیادت ... جناب ... فرما رہے تھے۔ کانفرنس میں خصوصی خطاب ... نے فرمایا۔ جب آپ ... پاکستان کے مجاہدین ختم نبوت کی قیادت کرتے ہوئے زلزلہ زدہ ... نوجوانوں نے ... تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ان کا شاندار استقبال کیا۔ اور قافلے کی صورت میں ... کے ساتھ ... شعبہ تحفظ ختم نبوت جناب غلام حسین ... صاحب ... ختم نبوت جناب ... صاحب جناب ... صاحب قادیانیت پر لعنت بھیج کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے نو مسلم جناب عرفان محمود برق صاحب اور دیگر کارکنان بھی تشریف لائے۔

... جناب صوفی محمد صدیق ... صاحب، جناب ... عتیق الرحمان صاحب ... اسلام، ... صاحب راولپنڈی جناب شمس الدین نقشبندی ... حضرت علامہ ... نقشبندی صاحب ... جناب محترم ... الحاج عبدالرزاق صاحب ... محمد عبدالرشید صاحب ناظم ... جناب محمد عارف نقشبندی ... جناب حافظ ظفر ... صاحب جناب محمد ... صاحب ... سے علامہ محمد شاہد صاحب اور ان کے ساتھی، کے علاوہ کثیر تعداد میں قائدین ... اور مہمان خصوصی طور پر تشریف لائے۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ مرکزی ... سیکرٹری جناب حافظ ... نعیم صاحب نے سپاس نامہ پیش کرتے ہوئے ... سے ... میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی گندی اور پلید زبان سے اپنے نبی ہونے کا دعوہ کیا تھا ... نوجوانوں نے یہاں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کر کے یہ بتا دیا ہے کہ ہم تحفظ ختم نبوت کے لیے اپنے

جانیں بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

مجاہد ختم نبوت جناب بدیع الزماں صاحب آف لاہور نے اپنے خصوصی انداز میں حضور اکرم ﷺ کی شان بیان کی اور تحفظ ختم نبوت کی اہمیت پر زور دیا۔ مرزائیت پر لعنت بھیج کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے محترم جناب عرفان محمود برق صاحب نے مرزائیوں کے طریقہ واردات اور ان کی گھناؤنی سازشوں کو اپنے بیان میں بے نقاب کیا۔ شعبہ تحفظ ختم نبوت شیران اسلام پاکستان کے انچارج فاتح مرزائیت جناب غلام حسین کلیالوی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ سرپرست اعلیٰ شیران اسلام جناب حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے نوجوانوں کا تحفظ ختم نبوت کے لیے جو قافلہ تیار کیا ہے اور ایک پلیٹ فارم دیا ہے۔ اس پر ہم آپکو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اور یہ وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کی قیادت میں بھی نوجوانوں شیر بن کر ہر گستاخ رسول ﷺ کے سامنے ڈٹ جائیں گے۔ انہوں نے سرپرست اعلیٰ کے حکم پر شیران اسلام پاکستان کا شعبہ خواتین قائم کرنے کا بھی اعلان فرمایا۔

مرکزی امیر شیران اسلام پاکستان جناب شجاعت علی مجاہد صاحب نے موجودہ حالات پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت امت مسلمہ کو جو مسائل درپیش ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم تعلیمات نبوی ﷺ سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ جب تک تمام مسلمان غلامی رسول ﷺ کا پٹہ گلوں میں ڈالیں گے نہیں اس وقت تک ہمارے اندر جذبہ جہاد پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور حکومت وقت سے مطالبہ کیا کہ غیر ملکی ایما پر جو نصاب میں تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔ اگر یہ سلسلہ بند نہ ہوا تو ہم سڑکوں پر نکلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

آخر میں خصوصی خطاب سند المتکلمین۔ امیر المتقین۔ رئیس المجاہدین۔ سرپرست شعبہ تحفظ ختم نبوت شیران اسلام پاکستان جناب حضرت مولانا طاہر عبدالرزاق صاحب نے فرمایا۔ انہوں نے ختم نبوت پر بہت مدلل اور جامع بیان فرمایا۔ کانفرنس میں شریک لوگوں نے بہت سراہا۔ آخر میں حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نقشبندی صاحب نے دعا فرمائی۔ کانفرنس میں نقابت کے فرائض جناب حضرت علامہ مولانا سعید عامر نقشبندی اور ڈویژنل ناظم اعلیٰ شیران اسلام جناب محمد سہیل انجم نے ادا کیے۔ کانفرنس کے انعقاد میں جناب رانا عطاالحق صاحب۔ جناب افتخار احمد ممنون۔ جناب نعیم الرحمان ضلعی امیر۔ جناب راشد صاحب تحصیل امیر، محمد عرفان صفدر تحصیل امیر نارووال۔ صاحب محمد یونس تحصیل ناظم۔ جناب طارق سردار ضلعی امیر۔ صوفی محمد آصف نقشبندی صاحب، حافظ محمد اشفاق صاحب، حافظ محمد عمران صاحب، محمد آصف سلطان صاحب نے بہت اہم کردار ادا کیا۔

شیران اسلام پاکستان سانگلہ ہل کے زیر اہتمام 10 مئی 19 ربیع الاول کو جشن عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت پیر طریقت رہبر شریعت مبلغ یورپ صاحبزادہ حضرت علامہ مولانا محمد نور المصطفیٰ رضوی صاحب نے فرمائی اور فاضل نوجوان مقرر شیریں بیان مولانا محمد عتیق الرحمن نقشبندی مجددی حیات النبی ﷺ کے موضوع پر بڑا پر مغز مدلل بیان فرمایا اور انہوں نے خطاب میں شیران اسلام پاکستان سانگلہ ہل کے نوجوانوں کی بڑی تعریف کی انہیں سرکار دو عالم ﷺ کی آمد کی خوشی میں اتنا حسین و جمیل پروگرام سجانے پر مبارکباد دی اور شیران اسلام کی ترقی کے لیے دعا بھی فرمائی۔

علاوہ ازیں نقیب محفل جناب ڈاکٹر غلام اویس صاحب نے بھی شیران اسلام کے نوجوانوں کے اس خوبصورت انتظام کو سراہا۔ اس پروگرام میں شہر کی مختلف تنظیموں کے عہدیداروں نے بھی شرکت کی اور شیران اسلام کے اراکین کی حوصلہ افزائی کی۔

اس عظیم الشان پروگرام میں سرکار دو عالم ﷺ کی مدح سرائی کے بعد ترانہ تنظیم شیران اسلام پیش کیا گیا جس سے نوجوانوں کے جذبات میں خوب اضافہ ہوا۔ انہوں نے شیران اسلام کے پلیٹ فارم پر دن رات دین کا کام کرنے کا عہد و پیمان کیا۔ یہ عظیم الشان پروگرام رات تقریباً ایک بجے دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ شیران اسلام سانگلہ ہل کے عہدیداران یہ ہیں..... حافظ خالد محمود رضوی (صدر حلقہ احمد آباد)، حافظ احسن صدیقی (صدر حلقہ اقبال پورہ)، ڈاکٹر جمشید احمد (نائب صدر حلقہ اقبال پورہ)، حافظ طارق محمود رضوی (نائب صدر حلقہ احمد آباد)، حافظ ضمیر اکبر، حافظ گلزار برکاتی طاہری، محمد خلیل احمد، محمد پرویز، محمد نذیر، محمد زمان، محمد سعید اختر، محمد مسعود احمد، محمد ناصر، محمد قیصر، محمد رحمان، محمد عثمان، محمد شہباز، محمد ابرار، محمد شہزاد، محمد رشید، محمد شبیر، ناصر آکاش، محمد رضوان، مولوی محمد رفیق، احمد علی، محمد صفدر، محمد عرفان شاکر، محمد عمر عثمان، محمد حزل، محمد زبیر، محمد منصور، محمد تصور

محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و بڑی گیارہویں شریف

مورخہ 21 جون 2004ء بروز پیر

تیسری سالانہ عظیم الشان محفل میلاد مصطفےٰ و بڑی گیارہویں شریف **بمقام** حاجی کالونی گرائونڈ شاد باغ لاہور میں بعد از نماز عشاء انعقاد پذیر

زیرسرپرستی پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی قادری منعقد ہوئی، جس میں جید علماء کرام و مشائخ عظام، نامور قراء حضرات اور ثناء خوانان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی، ورکنگ ڈے اور ساری رات کا پروگرام ہونے کے باوجود بھی حاضرین کی کثیر تعداد اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اس پرفتن دور میں بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ کس قدر محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔ اس محفل پاک کا آغاز بعد از نماز عشاء پاکستان ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ایوارڈ یافتہ زینت القراء جناب قاری محمد علی قادری اور جناب قاری غلام محمد عباسی صاحبان کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا، بعد ازاں نعت خوانی کا سلسلہ شروع ہوگا۔ وطن عزیز کے نامور ثناء خوانان مصطفےٰ جناب الحاج شہزاد حنیف مدنی صاحب، جناب سید حافظ مسعود الحسن شاہ صاحب، جناب خالد محمود چشتی صاحب، جناب غلام علی چشتی صاحب، جناب ڈاکٹر محمد امجد صاحب نقشبندی، جناب الحاج مراد علی شیخ صاحب نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گلہائے عقیدت پیش کئے، نقابت کے فرائض شمالی لاہور کے معروف نقیب محفل محترم جناب شہریار قادری صاحب نے سر انجام دیے، سٹیج پر موجود جید علماء کرام جناب محمد طاہر عبدالرزاق صاحب، جناب علامہ مولانا غلام حسین کھیالوی صاحب، جناب علامہ مولانا قاری افتخار احمد چشتی صاحب، جناب علامہ مولانا لیاقت علی صدیقی صاحب، جناب علامہ مولانا صدیق ضیاء صاحب، جناب علامہ مولانا اصغر علی نوری صاحب، کے جھرمٹ میں پیر طریقت، رہبر شریعت مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی قادری دامت برکاتہم العالیہ اور صاحبزادہ پیر سید کرامت علی شاہ صاحب علی پور سیداں شریف جلوہ افروز تھے، اس نورانی، روحانی، ایمانی، اتفاقی محفل پاک میں علماء کرام میں سے جناب علامہ مولانا محمد طاہر عبدالرزاق، جناب علامہ غلام حسین کھیالوی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک اور تحفظ ختم نبوت کے موضوعات پر خطابات فرمائے اور حاضرین سے داد تحسین حاصل کی علاوہ ازیں پیر طریقت صاحبزادہ پیر سید کرامت علی شاہ صاحب نے بھی اپنے خطاب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک پر روشنی ڈالی اور اپنے حسین انداز خطابت سے حاضرین کے قلوب کو خوب گرمایا، محفل پاک کے آخر میں درود وسلام اور ختم شریف پڑھا گیا، بعد ازاں جناب علامہ مولانا افتخار احمد چشتی صاحب نے دعائے خیر فرمائی، حسب روایت اس سال بھی عمرہ کے ٹکٹ کی قرعہ اندازی ہوئی حرمین شریفین کی حاضری کیلئے جس خوش نصیب کا قرعہ نکلا اس کا تعلق ضلع نارووال کے گاؤں عبدو والی سے ہے یہ خوش نصیب حضرت علامہ مولانا محمد اسحاق صاحب ہیں، جنکی نسبت آستانہ عالیہ لاثانیہ علی پور شریف سے ہے اور حضور قبلہ لاثانی قدس سرہ کے غلام ہیں، آخر میں لنگر شریف تقسیم کیا گیا، اسطرح یہ محفل پاک انوار کی بارش برساتی ہوئی اختتام پذیر ہوئی۔

سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم نقش لاثانی قدس سرہ النورانی کی بارگاہ بیکس پناہ میں

التجائے فقیر

پروفیسر محمد حسین آسی

(قیوم زمانی محبوب سبحانی حضور نقش لاثانی قدس سرہ نے [illegible] ۱۹۹۹ء کو وصال فرمایا [illegible] آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔ یہ پرانی منقبت اسی مناسبت سے شائع کی جا رہی ہے جو آپ کے وصال شریف سے پہلے لکھی گئی تھی)

قبلۂ عالم، اے مرے مالک دنیا و دیں / آپ ہیں نور شعاع رحمۃ للعالمین ﷺ
ابر رضواں ہو ہمیشہ آپ پر سایہ کناں / ملک عرفاں تا ابد ہو آپ کے زیر نگیں
کشت قلب و روح کو سیراب کرتی ہی رہے / آپ کی باران رحمت، آپ کا فیض مبیں
آپ کے در پہ رہے اہل ارادت کا ہجوم / آپ بھرتے ہی رہیں اہل طلب کا ساتگیں
آپ کے اکرام کا بازار ہے شام و سحر / آپکے احسان کی بارش رہے تا یوم دیں
آپ کا دامان رحمت صورت عرش علی / آپکی نظر عنایت رشک خلد بریں
آپ کا شرف گدائی نازش اورنگ و تاج / آپ کی سند غلامی صورت حصن حصیں
آپکا اسم گرامی قاطع شہوات نفس / آپ کا ذکر مبارک رد شیطان لعیں
آپ پچھلوں میں روایات کہن کے ہیں نقیب / آپ ہیں اگلوں کے اسرار محبت کے امیں
منحصر ہے آپ کی نظر کرم پہ زندگی / ورنہ اس بیکس کا اب اک اک نفس ہے آتشیں
اے غیاث غوث دوراں آہ اے قطب زماں / آپ کا دربار گوہر بار ہے دیوار چیں
اب سناؤں کس کو قصہ اپنے حال زار کا / اب دکھاؤں کس کو یہ زخم دل و جان حزیں
اے مری عزت کے وارث، میری فطرت کے طبیب / ظلمتیں ہیں اس حریم فکر میں پردہ نشیں
میں ہوں اک عیب مجسم، میں ہوں تصویر بدی / راستی کا نور اصلا میرے باطن میں نہیں
تنگی اوقات سے دو بھر ہے میری زندگی / آپ اوروں کو پلائیں جام شیر و انگبیں
نزع کی اس کشمکش سے دل میرا دوچار ہے / بیکسی کا حال جب کہتی ہے نظر واپسیں
اے مسیحا دم، دم آخر تو آ، آ کر بچا / آہ دل، حسرت کا پنجہ ہے کتنا آہنیں
آہ میرا عشق داؤدی، تیرگی شام فکر / یہ ہے وہ ظلمات جس میں چشمۂ حیواں نہیں
دل ہے اک معمورۂ حسرت کہ صحرائے خیال / اس میں کس منہ سے کہوں ہو جلوہ جاناں مکیں
پھر بھی اے آئینہ فعل رسول ہاشمی ﷺ / تیرے جلوے سے چمک سکتی ہے قسمت کی جبیں
پھر بھی اے ابر بہار روح تیرے لطف سے / لالہ زار عشق بن سکتی ہے بنجر زمیں
پھر بھی اے شاہ عطا پاش و خطا پوش و کریم / تو جو چاہے تو دل برباد ہو خلد بریں
آہ کیا اب تک غلامی سے تری محروم ہوں / ورنہ پھر کیوں غیر ہے کاشانۂ دل میں مکیں
ورنہ پھر کیوں ہے نظر وارفتۂ دیدار غیر / ورنہ پھر کیوں فکر ہے آوارۂ چناں و چنیں
ورنہ کیوں افتادۂ قعر ذلت ہوں ابھی / ورنہ کیوں آلودۂ گرد معاصی ہے جبیں
میں نے دیکھا تیرے پروردوں کا شاہانہ مزاج / مست اخلاص و محبت، بے نیاز آن و ایں
شہسوار مرکب ایام، پامال جنوں / گرمی ہنگامہ ہے جن کی نوائے آتشیں
جن کے سوز طبع سے روشن چراغ آگہی / منکسر، خود دار، جلوت آشنا، خلوت گزیں
جن کی سادہ خاطری دانائے اسرار خفی / جن کے استغنا پہ قرباں دولت تاج و نگیں
جن کو قابو کر نہیں سکتا، زر و مال جہاں / جن کی نظروں میں یکساں ذرہ و در ثمیں
تیرے آسی کو بھی یہ طرز وفا درکار ہے / اس کو آزادی نہیں، زنجیر درکار ہے

یکم رجب سے 17 شعبان

دورہ تفسیر القرآن

کا اہتمام کیا گیا ہے

مناظر ابن مناظر
شیخ القرآن
حضرت علامہ مولانا
عبدالتواب صدیقی
صاحب

حضرت علامہ
مولانا **محمد سعید قمر سیالوی** صاحب
شیخ الحدیث جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

حضرت علامہ مولانا
مفتی **محمد جمیل رضوی** شیخوپوری
صاحب

پڑھائیں گے

داخلہ کے خواہش مند یکم رجب تک رابطہ فرمائیں

ذہین قابل ترین اساتذہ کرام

حفظ القرآن | درس نظامی | دورہ حدیث
تفسیر القرآن | تجوید القرآن | علوم جدیدہ

کورس فاضل عربی

پاکستان مدرسہ ایجوکیشن بورڈ حکومت پاکستان کے نصاب کے مطابق جو **طلباء** امتحان دینگے ان کی اسناد حکومت پاکستان کی تسلیم شدہ ہوں گی جو کہ ہر جگہ پر تسلیم کی جائیں گی ان اسناد کی حیثیت ایسی ہوگی جیسی ثانوی تعلیمی بورڈ اور یونیورسٹی کی ہوتی ہے

جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت محدث کبیر پاکستان
صدر و مہتمم:
جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ (ٹرسٹ)
پیر **محمد فضل حق**
چشتاب حضرت محدث کبیر پاکستان دربار شریف روڈ اعظم آباد فیصل آباد پنجاب پاکستان
Ph:0092-41-694336-37, Fax:0092-41-682782